فہرست بہای نایاب مطبوعہ مطبع انوار محمدی

نا کتاب	قیمت	نا کتاب	قیمت	نا کتاب	قیمت
دیوان		نیز سخن یعنی منتخبات	۲/ عہ/	فضائل احمدے	
ار داغ	عہ/	ذوق و غالب و مومن		اثبات نبوت و قرآن	عہ/
آفتاب داغ	۱۲/	ظفر و ناسخ و آتش		بدلائل مسلمہ	
فریاد داغ	۸/	و آبادو رند و سودا		بحر العلم ترجمہ اردو	
فیض دیوان فسون	۱۲/	و انشا و میر تقی و میر درد		عین العلم کامل	صہ/
شاہد شوخ طبع		مثنویات و ناول		حج امام محمد	عہ/
دیوان جلال اول	۱۲/	حسن بے پروا	۳/	آثار امام محمد	۱۲/
شمع گاہ سخن		فرنگنو کا کچا چٹھا		طحاوے	ہے
دیوان جلال دوم	۱۲/	مرقعہ عبرت	۶/	معانی الآثار	
آئینہ ناظرین	۱۰/	چیستان ہستی	۴/	مطالب السعول	
دیوان کیف		رندی و پیری	۳	فے مناقب	عگار
معجز بیان تصوف	عہ/	رسالہ آدمی گر	۴/	ال الرسول	
دیوان		تواریخ احمدے	۴/	المومنین رد شیعہ	عگا
دیوان مولانا تیمت	۸/	مصباح المجالس	۱۲	روضۃ الاحباب	صہ

دیوان داغ اور آفتاب داغ کا حق تصنیف ہے پاس. طبع ہی کوئی صاحب چھاپ ... محمد تیغ بہادر

تاریخ طبع از نتائج فکر جناب مولوی محمد عبد الغفور صاحب خان بہادر ڈپٹی کلکٹر بلند شہر

نساخ نشل عقد ثریا یشد است جمع
بار دگر نتائج طبع و خیال داغ

مے زیبد ار ز رشک شود بلبل ارم
داغ از لطافت سخن ہمیشال داغ

از آب خویش در عرق شرم غرق شد
دُر در صدف ز خجلت عقد لآل داغ

پیوستہ جائی خویش کند گرم در جہان
مانند داغ عشق بد لہا مقال داغ

از بہر سال فکر چو شد آسمان نورد
گفتا دبیر چرخ کہ بدر کمال داغ
۱۳۰۲

تاریخ آغاز طبع از فیروز شاہ خان صاحب فیروز شاگرد رشید مولف مدظلہ العالی

میرے اوستاد کا چھپا دیوان
شعر ہیں یا کھلا ہے یہ گلزار

لکھدے فیروز مصرعہ تاریخ
چھپ گیا آج دفتر اشعار
۱۳۰۲

دیگر اختتام طبع

چھپا وہ دوسرا دیوان اوستاد
بلندی پر ہیں جسکے سب مضامین

جو پوچھے کوئی سال طبع فیروز
تو کہدو گلشن اشعار رنگین
۱۳۰۲

تاریخ طبع از نتائج طبع جناب محمد ظہیر احسن صاحب شوق شاگرد تسلیم

مرتب کرد چون دیوان دوم
جناب داغ خورشید فصاحت

پئے تاریخ طبع روشنم شوق
بگفتا آفتاب حسن فکرت
۱۳۰۲

اس شکل کا دنیا میں نہیں کوئی نظیر
اللہ رے حجاب بدگمانی تیری
صورت ہی طبیعت کی طرح شوخ و شریر
بھیجی ہے مجھے نصف بدن کی تصویر

دیگر

ہر عیب سے خالی ہے تمہاری تصویر
کس شکل مصور سے یہ پوری کھنچتی
دنیا سے نرالی ہے تمہاری تصویر
دل کھینچنے والی ہے تمہاری تصویر

دیگر

کیا خوب مصور نے اوتاری تصویر
جب ہاتھ لگاتا ہوں تو جی ڈرتا ہے
دیکھی نہ سنی ایسی تو پیاری تصویر
کہہ بیٹھے نہ کچھ منہ سے تمہاری تصویر

دیگر

دل لیکے بگڑ لی ہے تمہاری تصویر
خاموش جو ہو جاتی ہے اوسکے آگے
یہ بات تو کرتی ہے تمہاری تصویر
کیا داغ سے ڈرتی ہے تمہاری تصویر

دیگر

مغرور ہے کتنے بھی جو بڑھکر تصویر
چھیڑوں جو ذرا میں تو کہاں باہیں حجاب
رکھتی نہیں پاؤں کو زمیں پر تصویر
ہو جائے ابھی جامے سے باہر تصویر

دیگر

گولا کئے کرسے ناز تمہاری تصویر
کہدیتی ہے سب بھید تمہارا مجھسے
میری تو ہے دمساز تمہاری تصویر
لو بن گئی غماز تمہاری تصویر

دیگر

گر مے پیا ہی جو آیا رمضان ابکی بار
دو روزہ کا ہے روزہ ہی اس سحر میں
اے داغ گناہ اپنے ہونگے فی النار
روزہ بھی ہے اک دن میں دو بار افطار

کاتب اعمال سے صدمے تھی وقت تحریر شوق
انگلیاں گھس گھس گئیں وہ خامہ فرسائی ہوئی

دوست دشمن کو بنایا ہی تیرے انداز نے
سب کو پہچانا اگر تجھ سے شناسائی ہوئی

ای ہجوم ناامیدی کیجیے شہر آرزو
گوشۂ دل میں الگ بیٹھی ہی شرمائی ہوئی

جان کر پہچان کر انجان جب کوئی بنے
پھر نہ ہونے کے برابر وہ شناسائی ہوئی

کیا قسم کھا کر سوا ہی منفعل بیٹھا ہی غیر
ہار لی اوس نکتہ چیں نے بات سمجھائی ہوئی

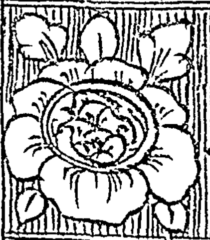
ضعف نے ایسا بٹھایا اوسکی بزم ناز میں
بیٹھنے پہ جانا مجھے حاصل شکیبائی ہوئی

کس بلا میں مبتلا ہیں ہجر میں شاعر ہم
دور کرتی ہی مرے گھر سے گھبرائی ہوئی

بھولی صورت پر تری تصویر میں بانکپن
لب پہ ظاہر ہی تبسم دل میں اترائی ہوئی



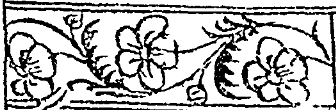
چل دیا ای داغ کیا منہ پھیر کر وہ بزم میں
پھر گئی تقدیر میری سامنے آئی ہوئی



ختم



رباعیات



تم تو فلک حسن پہ ہو ماہ منیر
سائے کی طرح ساتھ ہی داغ دلگیر
خال لب گلفام ہے شاہد اسکا
بے داغ نہ کھنچ سکی تمہاری تصویر

اوس سے کیا خاک ہمنشین بنتی
بات بگڑی ہوئی کہین بنتی

وہ ہی ابتداے الفت مین
دمبدم جو تھی وہ نہین بنتی

آو ہی سب فتنے بنجاتے
آسمان پر اگر زمین بنتی

میری صورت بہی تو خاک بہی
قسمت اپنی صورت آفرین بنتی

وعدہ کرتے ہی کیا وہ آجاتے
رات بہر زلف عنبرین بنتی

کاش سنتا کوئی شور فغان
دل کی جا چشم سرمگین بنتی

نہ چمکتی جو حسن کی تقدیر
کیون تری چاند سی جبین بنتی

تو نے ایسے بگاڑ ڈالے ہین
ایک کی ایک سے نہین بنتی

پارۂ جیب سے مری اکباش
دست حسرت کی آستین بنتی

نرم دنیا سے قابل جنت
خوب بنتی اگر کہین بنتی

مطبع نازک کا قطعہ جب بتا تاریخ

۱۱۸

نازنینون مین نازنین بنتی

لیتے ہی پیالہ تکتی وہ آنکہ شرمائی ہیولنا
تمہری کہی ہیچ کہتا ہی لیکن جب آئی رہا

فاتحہ پڑھنے بھی کوئی قبر پر آتا نہیں
مرگیا میں کیا کہ سب ہی اہل وفا مر گئے

۱۱۶
داغ کے تو نام سے نفرت تھی اونھیں ہر گھڑی
پر نہیں معلوم یہ حضرت وہاں کیونکر گئے
۹

یہ ٹپکتا ہے تیری چتون سے
کہ اشارے ہوئے ہیں دشمن سے

آنکھیں پھوٹیں جو کچھ بھی دیکھا ہو
ابھی آتا ہوں دشت ایمن سے

چوس کر وہ لب مسی آلود
آج میں ہمزباں ہوں سوسن سے

ہوں وہ بیتاب کیا عجب ہے مرگ
نکلے سیماب میرے مدفن سے

خاک میری اوڑائی ہے اسنے
بچکے چلنا تم اپنے دامن سے

ہائے مجبوریاں محبت کی
حال کہنا پڑا ہے دشمن سے

آسماں کسطرح سنے فریاد
کان پھوٹیں ہیں میرے شیون سے

دل ناداں سے ہیں نہایت تنگ
اور تم اپنی چشم پرفن سے

۱۱۷
ساعت وصل کے لیے ہم داغ
پوچھتے رہتے ہیں برہمن سے
۱۱

ہونگے حوران بہشتی کے پرے اندر — آپکی بات نئی گھات نئی گات نئی

سر مرا کاٹ کے ای نامہ رسا لیتا جا — گرچہ بیکار سہی پر ہے یہ سوغات نئی

رنگ ہے دیکھکے ہم صاف بتا دیتے ہین — یہ پرانی ہے یہ ای پیر خرابات نئی

غیر نے کی جو برائی تو بھلائی بھری — یہ ملی ہی عمل بد کی مکافات نئی

۱۱۵ — ۹

داغ سا بھی کوئی شاعر ہی ذرا سچ کہنا — جسکے ہر شعر مین ترکیب نئی بات نئی

پند واعظ سنتے سنتے کان اپنے بھر گئے — کیا عبادت کو ہمین ہین سب فرشتے مر گئے

پھوٹکر روئے جو چھالے ہو گئے جنگل ہرے — چشم دریا بار جب سی تو جل تھل بھر گئے

دیکھہ سکتا کیا ہمارا حال وہ نازک مزاج — آئینہ مین آپ اپنی شکل سے ہم ڈر گئے

تو ہی کیا معشوق جو ہم التجا تیری کرین — تو گیا تو ہم بھی تجھسے ایدل مضطر گئے

سننہ نہ سیری مجکو غافل دیکھکر شوخی سے وہ — جسکے اوٹھکر چلدیے پہلو مین تکیہ دھر گئے

حال میرا پوچھکر کیا کیا جلے دل مین رقیب — جب کہا شوخی سے آپ نے اونکی دشمن مر گئے

آدمی ایسا کہان کوئی فرشتہ ہو تو ہو — شیخ صاحب یہ نہین معلوم تم کسپر گئے

اے شعبدہ گر تجھکو ہزاروں ستم آتے
اک طرز دل آزاری و بیداد نہ آتی

گو جان گئی عشق میں پر نام تو پایا
کھنے میں بھی کیا محنت فرہاد نہ آتی

اس وحشت دل نے مجھے دیوانہ بنایا
ورنہ کبھی تم تک مری فریاد نہ آتی

گر باغ میں وہ خانہ بر انداز نہ آتا
گھبرائی ہوئی نکہت برباد نہ آتی

قسمت سے ملا مرگ محبت کا بہانہ
کیا موت تجھے اے دل ناشاد نہ آتی

اک عمر سے ہوں نغمہ سرا کنج قفس میں
اب بھی مجھے دلدارئ صیاد نہ آتی

مرتا مگر اس حال سے فرقت میں گذرتا
آتی مگر اسطرح تری یاد نہ آتی

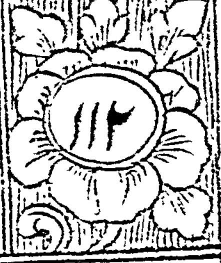
۱۱۴
ہے فیض الٰہی میں کمی کونسی اے داغ
کیوں جوشش یہ طبع خداداد نہ آتی
۹

ہائے وہ دن کہ بسر ہوتی تھی ہر رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

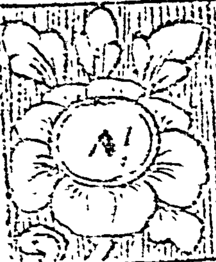
بات کرتی نہیں لیتی ہے چٹکی میں
یہ تو ہے آپکی تصویر میں اک بات نئی

دل طلب کرتے ہو مہمان بلا کر ہمکو
یہ تواضع ہی نئی ہے یہ مدارات نئی

عشق بھی کفر ہوا حضرت واعظ خاموش
آپ نے یہ تو کہی قبلہ



یہ بیہوشیاں داغ یہ خواب غفلت
خبر بھی ہے جو کچھ زمان ہو رہا ہے



آج گھبرا کر وہ بولے جب سنے نالے مرے
جان کے پیچھے پڑے ہیں چاہنے والے مرے

محفل دشمن میں بھی میری شیدائی کے لیے
جھوم کر آیا وہ تیرا سے متوالے مرے

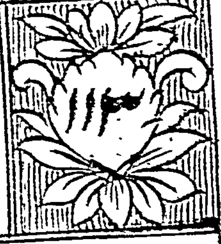
خار صحرائے جنوں نے تیز کی کیا کیا زبان
پھوٹے منہ بھی کچھ نہ بولے پاؤں کے چھالے مرے

گیسوؤں پر ہاتھ رکھکر ناز سے کہتے ہیں وہ
سامری کو بھی تو ڈس جائیں یہ کالے مرے

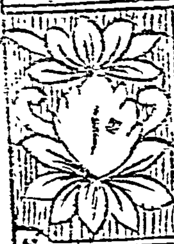
حضرت ناصح تمہاری کیا بری کیفیت ہے
تم کوئی سانچے ہیں ڈھل سکتے ہو دل والے مرے

جائیگا ہدیہ یہ قیمتوں کے لیے چاروں طرف
میرے قاتل نے کئے ہیں چار پرکالے مرے

عشق و حشت کی کریگا کون ایسی پرورش
انکو چھوڑوں کسطرح یہ گھر کے پالے مرے



وہ عیادت کو نہ آئے داغ تو کچھ غم نہیں
اور دنیا میں بہت ہیں پوچھنے والے مرے

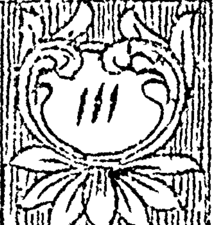


کس وجہ سے لب پر مری فریاد نہ آئی
وہ چوٹ نہیں کھائی تھی جو یاد نہ آئی

جنت میں جو حوروں کو مری یاد نہ آئی
بجلی بھی تو خنجر بیداد نہ آئی

تمہیں بیمار میں مسیحا ہو تمہیں میری تمنا ہو
تمہیں پر جان جاتی ہے تمہیں پر دم نکلتا ہے

تمہارے منہ روشن سے رخ پر نور کا جلوہ
جو تمہیں چھپ کر نکلتا ہے تو یہ کیا غم نکلتا ہے



الٰہی خیر کرنا آج کوئی داغ کے گھر سے
نہ ویسے شیون نکلتا ہے نہ ویسے ماتم نکلتا ہے



زمانہ بہت بدگمان ہو رہا ہے
کسی شخص کا امتحان ہو رہا ہے

سریلی صدائیں ہیں اوس شوخ کی یہ
الٰہی یہ جلسہ کہان ہو رہا ہے

بہت حسرت آتی ہے مجھکو یہ سنکر
کسی پر کوئی مہربان ہو رہا ہے

تری ظلم سہنیان الٰہی کون جانے
فقط آسمان آسمان ہو رہا ہے

ان آنکھوں سے اس دل کا کیا بھید کھولا
کہ مضطر مرا رازدان ہو رہا ہے

سنو ان کیا خبر جشن عشرت کی تھا صبح
جہان ہو رہا ہے وہان ہو رہا ہے

وہ حال طبیعت جو برسوں چھپایا
ہر اک شخص سے اب بیان ہو رہا ہے

کوئی اوٹھکے آیا کوئی چھپکے آیا
پشیمان ترا پاسبان ہو رہا ہے

کہیں وہ گھڑی آپ شبنم میں سوگئے
رخ پر عرق درفشان ہو رہا ہے

یہ ہے کیا بات سنتے ہین وہ اکثر
ہمارا حال دشمن کی زبان سے

تم اپنی رہگذر سے بچتے رہنا
اوٹھیگا فتنۂ محشر یہان سے

تمہاری چشم فتان نے بھی شاگرد
بناڈالے ہزارون آسمان سے

رقیب آیا ہے چھپکر تیرے در پر
مگر اولجھا ہوا ہے پاسبان سے

خوشی کیا زندگی کی جب خضر تک
مرے جاتے ہین عمر جاودان سے

۱۱۰
جہان آباد ہر منزل ہے ای داغ
قدم باہر نکالا جب مکان سے
۹

ہماری دم نکلنے مین بھی اک عالم نکلتا ہی
گر وہ مشتاق ہین دیکھین تو کیونکر دم نکلتا ہی

کمی کیا پڑگئی ہے چاہنے والونکی اے قاتل
کہ اب تلوار کم کھنچتی ہے خنجر کم نکلتا ہی

گلہ کیسا کہانکا رنج کسکا جان بلب ہوتا
جب اوسنے پیار سے پوچھا تمہارا دم نکلتا ہے

نہ سمجھا آجتک دیکھا نہ سمجھا حشر تک دیکھین
ان آنکھون سے بہت نکلا بہت عالم نکلتا ہے

کوئی کیا چل سکیگا اس خرام ناز سے بڑھکر
قیامت کا تمہاری ٹھوکرونمین دم نکلتا ہے

گداز غم سے میری ہڈیان گھلتی ہین گھلجائین
ترا ارمان تو ای دیدۂ پرنم نکلتا ہے

گرے ہوتے اوٹھکر آستان سے
چلے آتے ہو گھبرائے کہان سے

عدو کی التجا کرنی پڑی ہے
مرادین مانگتا ہون آسمان سے

مرے تنکون مین ہے کیا خار حسرت
الگ گرتی ہے بجلی آشیان سے

نتیجہ اونکی باتون کا یہ نکلا
کہ اپنی مدح بھی اپنی زبان سے

لگا رہتا ہے کھٹکا دونو جانب
مزا ہے دوستی کا بدگمان سے

وہ مجھکو دیکھکر بولے الٰہی
بچانا اس بلائے ناگہان سے

نکیجے دوست دشمن کو نکیجے
پرائے اپنے ہوتے ہین زبان سے

تمہارے در پہ ہم کیونکر نہ آتے
کہ تھی صاحب سلامت پاسبان سے

شکایت راہِ الفت کی سنے کون
الگ چلتا ہون بچکر کاروان سے

ڈریگا شور محشر سے وہ کیا خاک
تسلی جسکو ہو میری فغان سے

وہ خط لکھین مجھے جھوٹا ہی قاصد
خدا جانے اوٹھا لایا کہان سے

شب غم سر بلا کا منتظر ہون
نگاہین لڑ رہی ہین آسمان سے

زہے جادو ہوا اوسکا وہی حال
جسے جو کہدیا تونے زبان سے

وہ دن سے اپنی گھر گئے آئی شب فراق
بلکہ تمام بھید کہو نگا رقیب سے
ڈرنا کسیکا اور وہ بجلی کا کوندنا
تدبیر سے تو موت نہ آئی شب فراق
وہ دن گئے کہ زہر بھی آبحیات تھا

کھٹکا لگا ہوا تھا اسی رات کا مجھے
آتا ہے خوب توڑ تری گھات کا مجھے
موسم بہت پسند ہے برسات کا مجھے
ہی انتظار مرگ مناجات کا مجھے
ہی اب تو زہر پان ترے ہات کا مجھے

۱۰۶ آخر داغؔ رقیب نے نقشہ جما لیا
ای داغ خوف تھا ابھی بدذات کا مجھے ۱۳

مری اونکی بھری محفل میں ہوگی
نہ ہوگا کیا ہمارا کام ہوگا
یہی قاصد بتا ہی اوسکے گھر کا
جو تیرا جذب دل کامل ہی اے قیس
مکرتے دل لگی کیا جانتے تھے
سوال وصل پر وہ چھین لینگے

زبان پر آئیگی جو دل میں ہوگی
نہ ہوگی کیا ادا قاتل میں ہوگی
ہوا کچھ اور اوس منزل میں آ ہوگی
تو پھر لیلے کہاں محمل میں ہوگی
ہماری جان اس مشکل میں آ ہوگی
جو نقدی کیسۂ سائل میں ہوگی

جمسکو کہیے برا نہ غیر کے ساتھ ۔ جو ہو کہنا جدا جدا کہیے
انتہا عشق کی خدا جانے ۔ دم آخر کو ابتدا کہیے
میرے مطلب سے کیا غرض مطلب ۔ آپ اپنا تو مدعا کہیے
ایسے کشتے کا ڈوبنا اچھا ۔ کہ جو دشمن کو ناخدا کہیے
صبر فرقت مین آ ہی جاتا ہی ۔ پر اسے دیر آشنا کہیے
آ گئی آپ کو مسیحائی ۔ مرنے والون کو مرحبا کہیے
[illegible]ر خواہ تیرے سوا ۔ ہے کوئی اور دوسرا کہیے
[illegible] ہو اپنے کانون سے ۔ آپ مجھسے کہتے ہین ماجرا کہیے

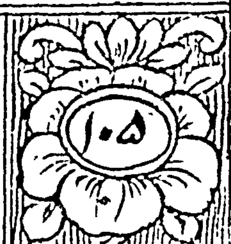


تم جلتے رہے رقیبون سے
[illegible]کو اور با وفا کہیے

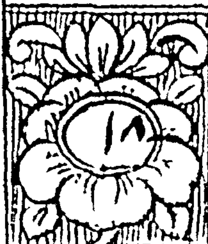
تم جانتے ہو ہم ہی جس بات کا مجھے
ابھی نہ اوسنے ہار دیا رات کا مجھے
۔ ۔ ۔ و حکایات کا مجھے

نا امیدی بڑھ گئی ہے اسقدر
آرزو کی آرزو ہونے لگی

ابکی ملکر دیکھیے کیا رنگ ہو
پھر ہماری جستجو ہونے لگی



داغ اترائے ہوئے پھرتے ہین آج
شاید انکی آبرو ہونے لگی *



ناروا کہیے ناسزا کہیے
کہیے کہیے مجھے برا کہیے

تجھکو بدعہد و بیوفا کہیے
ایسے جھوٹے کو اور کیا کہیے

درد دلکا نہ کہیے یا کہیے
جب وہ پوچھے مزاج کیا کہیے

پھر نہ رکیے جو مدعا کہیے
ایک کے بعد دوسرا کہیے

آپ اب میرا منہ نہ کھلوائین
یہ نہ کہیے کہ مدعا کہیے

وہ مجھے قتل کرکے کہتے ہین
مانتا ہی نہ تھا یہ کیا کہیے

دل مین رکھنے کی بات ہے غم عشق
اسکو ہرگز نہ برملا کہیے

تجھکو اچھا کہا ہے کس کس نے
کہنے والون کو خیر کیا کہیے

وہ بھی سن لینگے یہ کبھی نہ کبھی
حال دل سب سے جابجا کہیے

آفت روزگار جب تم ہو — شکوۂ روزگار کون کرے
اپنی تسبیح رہنے دے زاہد — دانہ دانہ شمار کون کرے
ہجر مین زہر کھا کے مر جاؤن — موت کا انتظار کون کرے
آنکھ ہے ترک زلف ہے صیاد — دیکھین دل کا شکار کون کرے
غیر نے تمسے بیوفائی کی — یہ چلن اختیار کون کرے
وعدہ کرتے نہین یہ کہتے ہین — تجکو امیدوار کون کرے

١٠٤

داغ کی شکل دیکھکر بولے
ایسی صورت کو پیار کون کرے

٨

رنج کی جب گفتگو ہونے لگی — آپ سے تم تمسے تو ہونے لگی
چاہیے پیغامبر دونون طرف — لطف کیا جب دوبدو ہونے لگی
میری رسوائی کی نوبت آگئی — اونکی شہرت کوبکو ہونے لگی
ہے تری تصویر کتنی بیحجاب — ہر کسیکے روبرو ہونے لگی
غیر کی ہوتی بہلا اے شام وصل — کیون ہمارے روبرو ہونے لگی

کفن سے منہ مرا جب کھول کر دیکھا تو وہ بولے
ہماری چاہنے والوں کی صورت ایسی ہوتی ہے

کہو تو ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھو آئنہ دیکھو
بنا دیتی ہے دم پر اچھی صورت ایسی ہوتی ہے

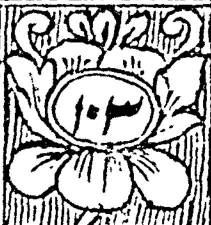
ترا دل سنگدل پگھلے تو جب مجھکو یقین آئے
کہ اوسکی شان ایسی اوسکی قدرت ایسی ہوتی ہے

بھری محفل میں غیروں سے اشارے اون مرے آگے
مروت آنکھ کی اے بے مروت ایسی ہوتی ہے

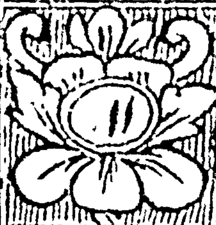
وہ دیتے ہیں تسلی اور پھر تسکین نہیں ہوتی
کبھی ہوتے ہیں یہ کافر طبیعت ایسی ہوتی ہے

مجھے وہ دیکھتے ہی دور سے منہ پھیر لیتے ہیں
جو ہوتی ہے تو اب صاحب سلامت ایسی ہوتی ہے

غضب میں جان سے بہتر کو شکوے بھول جانا ہن
کبھی بیجا ہے اون کی عنایت ایسی ہوتی ہے



ذرا سی بات پر اے داغ تم اوس سے بگڑ بیٹھے
اسی کا نام الفت ہے محبت ایسی ہوتی ہے



آپکا اعتبار کون کرے
روز کا انتظار کون کرے

ذکر مہر و وفا تو ہم کرتے
پر تمہیں شرمسار کون کرے

جو ہو اوس چشم مست سے بیخود
پھر اوسے ہوشیار کون کرے

تم تو ہو جان اک زمانے کی
جان تم پر نثار کون کرے

نالہ کرتا ہون تو مری آواز
گونجتی اونکے گھر مین پھرتی ہے

نہ ملا بعد مرگ بھی آرام
روح اوس گنبد مین پھرتی ہے

وہ دم ترکش گردشین اوسکی
ایک پھرکی نظر مین پھرتی ہے

نہ ملیگا وہ تجھ سے کہین
خلق کس دردسر مین پھرتی ہے

اوسکے آگے زبان مشکل سے
دہن نامہ بر مین پھرتی ہے

۱۰۳ آمد آمد ہے آج کسکی داغ ۱۴
یہ سفیدی جو گھر مین پھرتی ہے

تشفی دین انہین غیر کی چاہت ایسی آتی ہے
خدا کی شان ہے سینے کی حالت ایسی ہوتی ہے

حجاب آنکھ لگاتا ہون پہ چپکے سے پاس آکر
تری تصویر بھی کہتی ہے صورت ایسی ہوتی ہے

کیا نظارہ بزم غیر مین اوس حور طلعت کا
یہ کیا عالم تھا دوزخ مین جنت ایسی ہوتی ہے

نہ نکلے عالم بالا تک ایسا چاند سا چہرہ
انہین کافر بتون مین ایک صورت ایسی ہوتی ہے

ابھی تو کھیل سمجھے ہو مگر اک دن دکھا دینگے
قیامت اسکو کہتے ہین قیامت ایسی ہوتی ہے

ہماری شکل تیرے غم مین پہچانی نہین جاتی
بگڑ جاتی ہے صورت بھی مصیبت ایسی ہوتی ہے

اوٹھتے ہین جو عالم مین وہ مٹجاتی ہین فتنے
کافر تری آنکھونکی شرارت نہین جاتی

کیون دختر رز کو ہے شیخ سے پرہیز
کعبے کو بھی یہ صاحب حسرت نہین جاتی

کیا دیکھ لیا عہد سکندر مین اٹھے
آئینے کے منہ سے کبھی حیرت نہین جاتی

شرما کے قسم کھا کے ابھی عہد کیا تھا
پھر ظلم کیا آپکی عادت نہین جاتی

کہتے ہین مجھے دیکھکے سب اہل محبت
اسطرح تو قابو سے طبیعت نہین جاتی

غم سہتے ہین پر لب پہ شکایت نہین آتی
دکھ سہتے ہین پر تری محبت نہین جاتی

ہم چاہ کے پچھتائے ہین اوس پردہ نشین کو
آنکھون سے کسیوقت وہ صورت نہین جاتی

وہ جور و جفا کرے وفا کر نہین سکتے
اس راہ سے اوس راہ طبیعت نہین جاتی

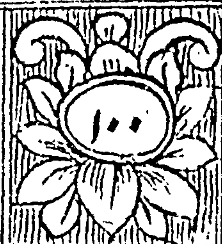
تعریف ستم سے بھی انہین وہم بندھا ہین
کیون شکر کیا آپکی شکایت نہین جاتی

ای داغ سلامت رہین مہمان ہمارے
جو آتی ہے آفت کہ مصیبت نہین جاتی

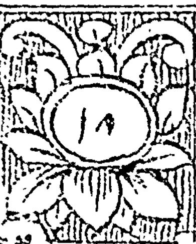
اوسکی چتون نظر مین پھرتی ہے
اک چھری سی جگر مین پھرتی ہے

آہ ہر دم سفر مین پھرتی ہے
یہ تلاش اثر مین پھرتی ہے

بلجھاتین ہین خود خاکمین ہم قہر اتنا — ویسے تو ہمارے بھی کدورت نہین جاتی
جاتی ہے مریجان یہ ہین کہہ نہین سکتا — جبتک اسی حکم دو عیاجازت نہین جاتی
سوجاتی ہین اوٹھ اوٹھکے جگاتے شب وصل — اون نیند بھری آنکھونکی غفلت نہین جاتی



اے داغ برا مان نہ تو اوسکے کہے کا
معشوق کی گالی سے تو عزت نہین جاتی



جانیسے توجہان کی عزت نہین جاتی — تو جاتی ہے دا سے شب فرقت نہین جاتی
بیٹھے ہین عجب شان سے وہ بزم عدو مین — ڈرتی ہے مرے ساتھ قیامت نہین جاتی
دیگا انکو بھی ٹھوکرین کھاینگی گواہی — ہمراہ مرے حشر مین تربت نہین جاتی
رونیسے بھی مٹتا ہے کہین شوق نظارہ — آنکھین بھی گئین تو بھی تو حسرت نہین جاتی
دم بھر مری قابو مین طبیعت نہین آتی — اللہ کسی وقت یہ حالت نہین جاتی
ہے وصل کے بعد اونکو گمان اور کسیکا — لو ایسی صفائی مین کدورت نہین جاتی
وہ آکے مری قبر پہ یہ لکھ گئے مصرع — کافر تجھے دنیا کی محبت نہین جاتی
فرہاد کی مرقد سے یہ آتی ہین صدائین — برباد کسی شخص کی محنت نہین جاتی

۹۹

پہلے اے داغ کچھ نہ ہوش آیا
دل کی اب روک تھام ہوتی ہے

۱۵
۱

شبنم سے شبِ ہجر کی ظلمت نہیں جاتی
سو سو شب میں تو بھی یہ رنگت نہیں جاتی

آئی ہوئی عاشق کی طبیعت نہیں جاتی
آتی ہے تو آکر یہ قیامت نہیں جاتی

کھاتی ہے پس مرگ ترے ہجر کے خنجر
دنیا سے کوئی روح سلامت نہیں جاتی

سر جاتا ہے سر سے ترا سودا نہیں جاتا
دل جاتا ہے دل سے تری الفت نہیں جاتی

اللہ سے محشر میں کہونگا ترے آگے
مجبور ہوں میں اسکی محبت نہیں جاتی

اول تو انہیں شرم رہی منہ سے نہ بولے
جب شرم گئی وصل کی حجت نہیں جاتی

اے عمر رواں اسکو بھی ہمراہ لیئے جا
تو جاتی ہے دل سے مری حسرت نہیں جاتی

زاہد یہ اگر پست ہے مسجد سے تو کیا ہے
کچھ اس سے تو میخانہ کی عظمت نہیں جاتی

ہر چند بلا ہے مگر ان میں بھی وفا ہے
گھر غیر کے میری شب فرقت نہیں جاتی

آئینہ ہی اب سینے لگا آپکے آگے
کہہ سکتے ہیں منہ دیکھے کی الفت نہیں جاتی

فتنہ بھی ہے پامال تری راہ گذر میں
دو چار قدم اٹھکے قیامت نہیں جاتی

یہ بھی طرز خرام ہوتی ہے ساری دنیا تمام ہوتی ہے
خوبرو وہ ہے جسکی خوابھی شمع صورت حرام ہوتی ہے
توڑتا ہے اوسیکو وہ گلچین جو کلی دلکی خام ہوتی ہے
دلھی دل مین ترے رقیبون سے گفتگو لا کلام ہوتی ہے
صبح ہونے تو دو چلے جانا شب کی نیت حرام ہوتی ہے
کیا خوشی ہے کہ تیرے پہلو مین دعوت خاص و عام ہوتی ہے
حرف مطلب کہا نہین جاتا بات اونسے مدام ہوتی ہے
نہین کھنچی مجھی سے تیری شبیہ تجھسے کب ہمکلام ہوتی ہے
یہ سنا ہی کہ برہمن سے بھی شیخ کی رام رام ہوتی ہے
وہم آخر تو کچھ مری سن لو آج حجت تمام ہوتی ہے
تیرا وعدہ ہی کس قیامت کا رات دن صبح و شام ہوتی ہے
ہجر کا دن ڈھلے تو ہم جانین صبح کے بعد شام ہوتی ہے
خنجر عشقی پرائی کرتے ہین وہ ہمارے ہی نام ہوتی ہے

۹۷ — ۹

خوب جی بھر کر سنا پہلے تو قصہ داغ کا
پھر کہا دل تھام کر افسانہ ایسا چاہیے

آج اونکے بھید اس صورت سے ظاہر ہوگئے
غیر کا مذکور آیا تھا کہ تر بہر ہوگئے

دیکھتے ہی شکل راز دل سے باہر ہوگئے
پھر نہ وہ مانے کہا جس بات سے منکر ہوگئے

چال اونکی دیکھنا گویا بڑی مظلوم ہیں
سب سے پہلے عرصۂ محشر میں حاضر ہوگئے

وصل کی شب تجھسے اے دلبر گیا ذوق شوق
صبح کے ہوتے ہی رخصت سب مسافر ہوگئے

حضرت واعظ نے پکڑے یہ اچھی چال کی
محتسب سے جا ملے رندوں کے مخبر ہوگئے

کیوں قسم کھاتی ہو اب ہمکو نہیں تمسے ملال
وہ کہے دیتی ہی جیتوں تم خفا پھر ہوگئے

ہمنے تو تجھسے نہ دیکھے چاہنے والے ترے
رفتہ رفتہ جان کی تسبیل آخر ہوگئے

شکوہ کرتا تو خدا جانے وہ کیا کرتے غضب
شیشے کی تعریف وہ اوٹھے مری سر ہوگئے

۹۸ — ۱۵

داغ تم آئے کہے بزم عیش میں خوش خوش ابھی
کیا ہوا کس واسطے افسردہ خاطر ہوگئے

جب مے لالہ فام ہوتی ہے
مجکو توبہ حرام ہوتی ہے

بیوفائی تم کرو نا آشنائی تم کرو — تمکو ایسا چاہیے حاشا نہ ایسا چاہیے

چشم پرخون بیچتے ہین ہم مے جو وہ بادہ نوش — اور کیسا چاہیے پیمانہ ایسا چاہیے

دیکھکر چاہت مری کہتے ہین سب اہل نظر — گلکو بلبل شمع کو پروانہ ایسا چاہیے

بھیس سے بد حضرت زاہد ہین چوری چھپے — شہر مین پوشیدہ اک میخانہ ایسا چاہیے

دست مژگان سے کرون کنگھی تمہاری زلف مین — ایسے سو عنبر مین ہین شانہ ایسا چاہیے

یہ اگر نغمون سے ہو لبریز دالون سے گرم — عیش خانہ ہو گیا ماتم خانہ ایسا چاہیے

چاہنے والون سے کم ہوتی نہین بیعت کبھی — چاہیے تو چاہیے یگانہ ایسا چاہیے

گونج اوٹھے گنبد گردون ہل جائین زمین — سیکڑون نکلا نالۂ مستانہ ایسا چاہیے

نامۂ اعمال مجھسے چھینکر محشر مین وہ — کہتے ہین اپنے لیے افسانہ ایسا چاہیے

جبر پر ہو صبر الفت مین جفا پر ہو وفا — ہمکو تو اسے ہمت مردانہ ایسا چاہیے

ہجر سے اوس شمعرو کے دل جلا فرقت مین بھی — جو اندھیرے مین جلے پروانہ ایسا چاہیے

طور پر ہم بھی گئے تھے کچھ نظر آتا اگر — تو یہ کہتے جلوہ جلتا نہ ایسا چاہیے

ہمکن سہانے دکھادین لگا نقشہ تم اونہین — ہمکو اک ٹوٹا ہوا پیمانہ ایسا چاہیے

ہائے اوسکی فکر اوسکی بیقراری اوسکی یاس
خلق تک جب نامہ اعمال وا ہونے لگے

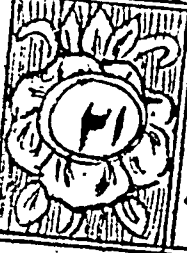
اضطراب شوق کا عالم کہون کیا اوس گھڑی
جب کسی کافر کے وابند قبا ہونے لگے

میہمانون کو بلاتی ہین خوشی کیواسطے
تم تو آتے ہی بگڑ بیٹھے خفا ہونے لگے

غیر اچھا مین برا یونہی سہی لیکن جب ہو
رفتہ رفتہ یہ نہو صحبت سوا ہونے لگے



داغ یہ نہ پرچا ہی ہوگا باتون باتون مین کہین
شرط یہ ہے میر اوسکا سامنا ہونے لگے



لیکے دل کہتے ہو کیون تن سے اجلنے کے لیے
ملگیا خوب بہانا یہ مچلنے کے لیے

باغ عالم مین ہین سب پھولنے پھلنے کے لیے
ورنہ کیا داغ تری طرح سے جلنے کے لیے

اوٹھین فرصت کبھی ملی گھر سے نکلنے کے لیے
دو گھڑی چاہیے پوشاک بدلنے کے لیے

تیرا غصہ ہو کہ ہو میری طبیعت ظالم
یہ بلائین ہین آئین کبھی ٹلنے کے لیے

اپنی تصویر ہی وہ کاش مجھے بھیجوا دین
مشغلہ چاہیے کوئی تو بہلنے کے لیے

چھیڑ کر تذکرہ غیر کہین کیا تجھسے
جو فقرے ہین تری آنکھ بدلنے کے لیے

شوخی و شرم و ادائین تری چھپتی ہین
ایک چلنے کے لیے ایک نہ چلنے کے لیے

کچھ وہ سرگرمِ سخن نامِ خدا ہونے لگے / اب خدا چاہے تو مطلب بھی ادا ہونے لگے

وہ نگہہ زاہد کی دلسے آشنا ہونے لگے / سیر تو جب ہے کہ دو دن میں ذرا ہونے لگے

ہیں گے نارکو پر میرا اگر ناتھا عجب / ٹھہرو ٹھہرو سنبھلو سنبھلو کیا سے کیا ہونے لگے

میں ہی چوکا میں نے ظاہر کر دی انداز عشق / اوس وش سی سیکڑوں اون پر فدا ہونے لگے

جب شب فرقت اوٹھائے بیٹھے کچھ دست دعا / ورد او تھکر ہاتھہ شانوں سے جدا ہونے لگے

سخت گردش نا امیدی ہمسفر منزل بعید / عاقبت تھک تھک کے نالے نارسا ہونے لگے

سلب کر بے یا الٰہی آسمان کا اختیار / جب کسی معشوق سے عہد وفا ہونے لگے

شکوہ نا آشنائی نے بڑھایا اور رشک / میری ضد سے وہ تو سب سے آشنا ہونے لگے

المدد اے ہمنشینو ابتدائے عشق ہے / اب سنبھالو ہم گرفتار بلا ہونے لگے

شکوہ آزردگی سنکر کہا تو یہ کہا / کیا غرض کیا واسطہ ہم کیون خفا ہونے لگے

اب گلے موقوف بس رحم آگیا پیار آگیا / تھوڑی تھوڑی دلمیں تم اے التفا ہونے لگے

وہ قیامت کی گھڑی وہ موت کا ہی سامنا / جب کوئی معشوق سے ملکر جدا ہونے لگے

پیر ہی پر کین ہی بہتر ہے اوسے چھیڑ چھاڑ / کیا مزا ہے جب ستم برملا ہونے لگے

غیر کا شکوہ بھی ہوتا ہی تو کس لطف کیساتھ
اونسے تعریف کا عنوان کہاں جاتا ہی

وہ بھی دن یاد ہیں یہ کہکے سناتی ہے مجھے
آدمی میں ترے قربان کہاں جاتا ہی

باغ فردوس ہیں جس دن سے بھی دل لوٹ لیا
جو ہے تقدیر کا نقصان کہاں جاتا ہی

پانو سے میری بیابان کہاں چھٹتا ہی
ہاتھ سے میری گریبان کہاں جاتا ہی

غیر جاتا تھا وہاں بیٹھ یہ کہکر روکا
تجھسے کچھ جان نہ پہچان کہاں جاتا ہی

در فردوس سے ممکن ہے کہ وہاں لیجائیگے
اوسکے دروازے سے دربان کہاں جاتا ہی

ہجر کے دن کی مصیبت تو گذر جائیگی
وصل کی رات کا احسان کہاں جاتا ہی

روٹھ کر بزم سے اوٹھا تو نہ روکا مجھکو
کہا اوسنے کہ مہمان کہاں جاتا ہے

بند کرتے ہو جو ہاتھوں سے تم آنکھیں میری
کیا کہوں میں کہ مرا دھیان کہاں جاتا ہی

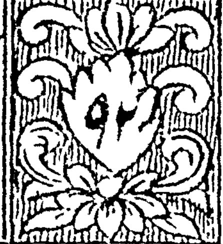
بزم سے آنکھ چرا کر جو چلا میں تو کہا
ٹھہر ادھر دیدۂ حیران کہاں جاتا ہی

آرزو وصل کی ہوتی ہی سوا بعد وصال
جان جاتی ہی یہ ارمان کہاں جاتا ہی

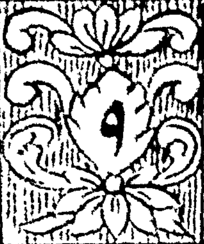
۹۴

داغ تمنے تو بڑی دھوم سے کی تیاری
آج یہ عید کا سامان کہاں جاتا ہے

۱۸



آپ چھپتا ئین نہین جور سے توبہ نکرین
آپ گھبرائین نہین داغ کا حال اچھا ہے



یون چلیے راہِ شوق مین جیسی ہوا چلے
ہم بیٹھہ بیٹھہ کر جو چلے بھی تو کیا چلے

بیٹھے اوداس اوٹھے پریشان خفا چلے
پوچھے تو کوئی آپ سے کیا آئے کیا چلے

آئینگی ٹوٹ ٹوٹ کی قاصد پر آفتین
غافل ادہر اودھر بھی ذرا دیکھتا چلے

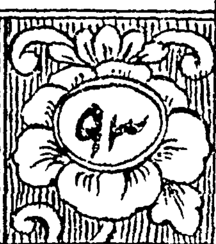
ہم ساتھہ ہو لیے تو کہا اوسنے غیر سے
آتا ہے کون اس سے کہو یہ جدا چلے

بالین سے میری آج وہ یہ کہکے اوٹھہ گیے
اوسپر دوا چلے نہ کیسکی دعا چلے

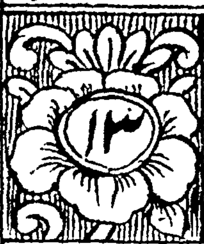
موسی کیطرح راہ مین پوچھی نہ راز دوست
خاموش خضر ساتھہ ہمارے چلا چلے

افسانۂ رقیب بھی لو بے اثر ہوا
بگڑی جو سچ کہے سے وہان جھوٹ کیا چلے

رکھا دل و دماغ کو تو روک تھام کر
اس عمر بیوفا پہ مرا زور کیا چلے



بیٹھا ہی اعتکاف مین کیا داغ روزہ دار
اے کاش میکدہ کو یہ مرد خدا چلے



داغ اوس بزم مین مہمان کہان جاتا ہے
تیرا اللہ نگہبان کہان جاتا ہے

کیا وہ غارت گر دین حشر سے اوڑ جائیگا
ہر مسلمان کا سنتے ہین مآل اچھا ہے

روز بد سے نہین تا عمر محبت مین نجات
موت جس سال مین آئی وہی سال اچھا ہے

اپنی تعریف سی پڑھتے ہو اگر جانیدو
چشم بد دور ہمارا ہی جمال اچھا ہے

لوگ کہتے ہین بھلائیکا زمانہ نرہا
یہ بھی کہدین کہ برائی کا مآل اچھا ہے

رقم شوق کی تاثیر سے اوڑنا بہتر
طائر نامہ رسا بے پر و بال اچھا ہے

ایسے بیمار کی افسوس دوا ہو کیونکر
ابھی دم بھر مین برا ہے ابھی حال اچھا ہے

دیکھنے والونکی حالت نہین دیکھی جاتی
جو ندیکھی وہی مشتاق جمال اچھا ہے

یا دکھا دو مجھے تم پاؤنکا ناخن اپنا
یا یہ کہدو مرے ناخن سے ہلال اچھا ہے

تم نہین اور سہی دل کے طلبگار بہت
سو خریدار ہین موجود جو مال اچھا ہے

دلمین تو خوش ہین تسلی کو مری کہتی ہین
آپ مرنیکے نہین آپکا حال اچھا ہے

باغ عالم مین کوئی خاک پھلے پھولیگا
برق گرتی ہی اوسی پر جو نہال اچھا ہے

عرصۂ حشر مین سب ہوگئے خواہان اوسکے
لوگ کہتے ہین اشارونسے یہ مال اچھا ہے

ہمسے پوچھی کوئی دنیا مین ہے کیا شے اچھی
رنج اچھا ہی غم اچھا ہے ملال اچھا ہے

گریہ شب سے جو تاثیر کی امید بندھی
ہنسکے تقدیر پکاری یہ خیال اچھا ہے

آپکی جسمین ہو مرضی وہ مصیبت بہتر
آپکی جسمین خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے

جو نگاہون مین ادا ہو وہ جواب اولی ہے
جو اشارون مین ہو پورا وہ سوال اچھا ہے

۹۱ داغ تم اور پڑہو شعر ابھی چپ نہ رہو
کہ یہان مجمع ارباب کمال اچھا ہے ۲۲

غیر کے نام سے پیغام وصال اچھا ہے
چھیڑ کا جسمین مزا ہو وہ سوال اچھا ہے

کبھی کہتا ہون محبت کا مآل اچھا ہے
کبھی کہتا ہون جواب ہے یہی حال اچھا ہے

یہ بھی کہتے ہو کہ بچپن کیا کسنے تجھے
یہ بھی کہتے ہو مرا حسن و جمال اچھا ہے

دل تو ہم دینگے مگر پیشتر اتنا کہدو
ہجر اچھا ہے تمہارا کہ وصال اچھا ہے

یہ تو بہتر ہے کہ دنیا مین ہو عقبے کا خیال
کچھہ تو عقبے مین بھی دنیا کا مآل اچھا ہے

یہی دولت کا مزا ہے کہ اڑین گلچھرے
ہاتھہ آتے ہی جو اڑ جائے وہ مال اچھا ہے

صلح دشمن سے بھی کرینگے تری خاطر سے ہی
جسطرح سے ہو غرض رفع ملال اچھا ہے

اک دکان مین ابھی رکھہ آئے ہین ہم اپنا دل
دور سے سبکو بتاتے ہین وہ مال اچھا ہے

روسیاہی خط عارض کی مٹی پر ہمین
کیا قیامت ہے کہ کافر کا مآل اچھا ہے

فکر ہے داور محشر نہ توجہ سے سُنے
غیر کے نامۂ اعمال مین حال اچھا ہے

سول لے لیتے ہین خوب شب وصل مین ہم
کثرتِ عیش مین تھوڑا سا ملال اچھا ہے

تنگ ہمت ہے اگر دولت کونین ملے
جو نہ پورا ہو کسی سے وہ سوال اچھا ہے

چھان لی ہمنے جہان گذر انکی گذری
ساری بازار مین اک تجھ ہی تو مال اچھا ہے

عوضِ نقل وگزک اسکو چبا لیتا ہون
سوندھا سوندھا یہ مرا جام سفال اچھا ہے

وہ عیادت کو مری آتے ہین لو اور سنو
آج ہی خوب ہے تقدیر سے حال اچھا ہے

طائر قبلہ نما کو ہے حیات جاوید
زندگانی کا مزا ہے پر و بال اچھا ہے

آنکھ صیاد کی لاکھون مین پڑیگی اے اسیر
آشیان جسپہ مرا ہو وہ نہال اچھا ہے

مرض عشق کی صحت کے اوٹھائی الزام
ہم مرے جاتے ہین جسپر وہ زوال اچھا ہے

آگئی غیر کے مطلب مین کہان سے خوبی
وہ مرے دلمین ہے جو حرف سوال اچھا ہے

اور تو کیا تری تصویر بھی تجھسے یہ کہے
واقعی تجھسے ترا حسن و جمال اچھا ہے

بد دعا لگ گئی کیا تیرے مریض غم کی
چارہ گر مرتے ہین بیمار کا حال اچھا ہے

رنج بھی کس طرح کا ہو تو رہی کچھ دل لگی — وہ مصیبت پھر نہ آئی جو مصیبت ہو چکی

کیا مزا ہی اونکو ہی شوخی سی تقریر کا — جھڑک پڑی غیروں پہ جب تجھ پر شکایت ہو چکی

ہم بدلجائینگے کیا قسمت بدلجائیگی کیا — جب بدی دنیا مین ہوئی عقبے مین جنت ہو چکی

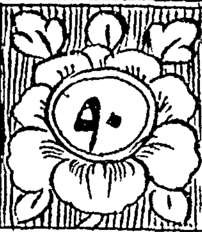
تیری جلووں سے نہ ہجائے کلیجا تھام کر — حشر تک انسان کی تاب و طاقت ہو چکی

عہد سی ضد سی قسم سی قول سی تکرار سے — دل دیا اونکو مگر جب سے محبت ہو چکی

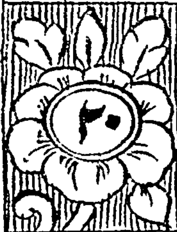
ہم سے دیوانوں سے کترا کر چلے ناصح یہ کیون — جانتا ہی وہ کہ ایسوں کو نصیحت ہو چکی

ای دل مشتاق کافی ہی سہارا اسقدر — کیا ہوگا وصل جب صاحب سلامت ہو چکی

اوسکی محفل میں رسائی بھی ہوئی تو کیا ہوا — ہم گئے اوس وقت جب برخاست صحبت ہو چکی



اس زمین مین شعر کہنے کا مزا پاؤگے داغ
ابتو جو ہونی تھی ای حضرت ملامت ہو چکی



گو دل آزار ہو اچھو نکا خیال اچھا ہے — سو بلاؤن سے پھر ارمان وصال اچھا ہے

یہ تری چشم فسونگر مین کمال اچھا ہے — ایک کا حال برا ایک کا حال اچھا ہے

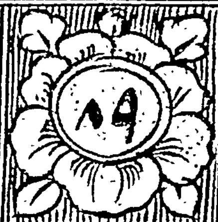
ایک کر دلکو وہ فرماتے ہین ہاں اچھا ہے — یہ خدا کی قسم انداز سوال اچھا ہے

واعظو تمکو نہو زندان جنت کا یقین
خود کہیں گر حضرت آدم تمہارے سامنے

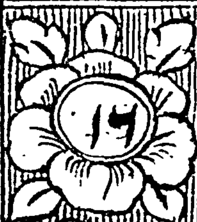
اک تمہاری چپ میں سو اعجاز دیکھے اسنے ہیں تو
دم بخود ہی عیسیٰ مریم تمہارے سامنے

اب یہ بیباکی وہ دن بھی یاد ہیں جب چھپ گئے
آگیا جب کوئی نامحرم تمہارے سامنے

حالِ دل میں کچھ نہو تاثیر یہ ممکن نہیں
کوئی اتنا ہو کہے ہر دم تمہارے سامنے



مجھکو اوس سر کی قسم ابتک وہی ہے اضطراب
داغ مضطر کا جو تھا عالم تمہارے سامنے



پھر کہیں چھپتی ہے جب ظاہر محبت ہو چکی
ہم بھی رسوا ہو چکے انکی بھی شہرت ہو چکی

دیکھکر آئینہ آپی آپ وہ کہنے لگے
شکل یہ پریونکی یہ حوروں کی صورت ہو چکی

غیر کے آگے تو کی ہوگی برائی کسقدر
میرے منہ پر بارہا میری شکایت ہو چکی

مرگئے ہم مرگئی اس ظالم کی کچھ حد بھی ہے
بیوفائی ہو چکی اے بیمروت ہو چکی

کیا ہمارا جرم ٹھہرا کیا سنا عذر گناہ
وائے حسرت ایکہی دن میں قیامت ہو چکی

کیوں ہوئے غمگین نہ تھا کچھ مرثیہ ذکر رقیب
آؤ ملجاؤ گلے بس اب ندامت ہو چکی

کثرت ناز و ادا نے صبر کی فرصت نہ دی
دوسری برپا ہوئی جب یہ قیامت ہو چکی

فریاد عندلیب کو سمجھے مری فغان
گھبرا گئے منہ بنا کی وہ آتے ہین باغ سے

دل بجھ گیا ہی اوسکی تجلی کے سامنے
خورشید و ماہ و اختر و شمع و چراغ سے

ہر شان مین نشان ہی ہر رنگ مین ظہور
آوارہ مین ہوا ہون کسیکی سراغ سے

ہر وقت تازہ فقرہ ہی اونکی زبان
ہر دم نئی او ترقی ہی اونکے دماغ سے

دنیا مین ایسے لوگ مصیبت زدہ کہان
روئے ہم آج خوب گلے ملکے داغ سے

۸۸ ۱۲

آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمہارے سامنے
تم ہمارے سامنے ہو ہم تمہارے سامنے

حشر کے دن بھی ہو شرح غم تمہارے سامنے
سب خدا کے سامنے ہون ہم تمہارے سامنے

آہ لب پر آئی تھم کر کہ تم گھبرا جاؤ
درد دل مین ہو مگر کم کم تمہارے سامنے

روبرو میری بٹھایا جسطرح سی غیر کو
ہو یونہین اک فتنۂ عالم تمہارے سامنے

بعد میری روئیگا سارا زمانہ دیکھنا
دہوم سے ہوگا مرا ماتم تمہارے سامنے

آئی ہی کیا میری شامت آئی ہی کیا میری موت
مین کرون اظہار درد و غم تمہارے سامنے

قتل کر ڈالو ہمین یا جرم الفت بخش دو
لو کھڑے ہین ہاتھ باندھے ہم تمہارے سامنے

ہجر میں جو دعائیں مانگیں ہیں | کوئی اللہ کے سوا نہ سنے

۶۷

داغ کو چین ہی نہیں آتا
اوس سے جبتک برا بھلا نہ سنے

۱۵

فرقت کی شب یہ کام لیا دلکے داغ سے
ڈھونڈھا اجل کو ہاتھ میں اس چراغ سے

تیوری چڑھی ہی پڑتی ہے اونکی دماغ سے
گلگشت کر کے آئی ہیں دشمن کے باغ سے

کھائی ہیں داغ دوست مرے دلکے داغ سے
سچ ہے چراغ جلتا ہے روشن چراغ سے

اللہ ری غرور و نزاکت مزاج کی
اپنی بھی زلف سونگھتے ہیں کس دماغ سے

توبہ تو کر چکا ہوں مگر اب بھی شوق ہے
خالی صراحی خم سے ہے جام و ایاغ سے

شہ رگ سے پاس رہکے اوسکا مقام دور
ہرجائی اور پھر نہیں ملتا سراغ سے

گر بعد مرگ وسعت لحد ہے نصیب میں
کنج لحد بھی کم نہیں کنج فراغ سے

فرہاد و قیس ایک جنوں میں ہیں مبتلا
داماں کوہ بستہ ہے داماں راغ سے

بوئے وفا کبھی آئی تو ہوتا ہے درد سر
کیونکر نبھے گی اوس بت نازک دماغ سے

پہنچیں میں زیر خاک بھی بلبل کے گوش تک
گزری ہے جب شراب چھلکر ایاغ سے

میری فریاد دوسرا نہ سُنے
تم سنو اسکو بتدا میں خدا نہ سُنے

راز اپنا کبھی کہا نہ کرے
حال میرا کبھی سنا نہ سُنے

خوبرو وہ جسے زمانہ کہے
گفتگو وہ جسے زمانہ سُنے

غیر بھی گر کرے مری تعریف
تو بھی ہرگز وہ بیوفا نہ سُنے

کیون سُنے وہ شکایت بیداد
صفت خنجر ادا نہ سُنے

اسلیے ہے پیامبر کی تلاش
مجھسے میرا وہ مدعا نہ سُنے

سُنکے دشنام پی گئے ناصح
کان وہ ہے جو ناروا نہ سُنے

پہلے گالی وہان ہی پیچھے بات
اب سُنے اوسکو کوئی یا نہ سُنے

دوستی کیا اسیکو کہتے ہین
آشنا کی جو آشنا نہ سُنے

دیدہ و دل مین اسلیے ہی فرق
ایک کا ایک ماجرا نہ سُنے

کیون نہ بنتا وہ صورت تصویر
مدعا تھا کہ مدعا نہ سُنے

ہوش اوڑتے ہین دیکھکر اونکو
ایسے دیکھے پری لقا نہ سُنے

سن سکے تیرے منہ سی کیا انکار
لن ترانی کی جو صدا نہ سُنے

رشک اغیار نے کیا ہم مین ترا مجھکو — وہ غین پہلو مین پر اندیشۂ بسمل ہی وہی

طپش دل پہ شمشیر نہ دیکھو دیکھو — جس سے قاتل بھی تڑپ جائے یہ بسمل ہی وہی

دیکھکر مجمع اغیار یہ وسنے پوچھا — ہم جہان رہتے تھے وہ ذات یہ محفل ہی وہی

کام دنیا مین نکلتا نہین آسانی سے — جسکو ہم سہل سمجھ لیتے ہین مشکل ہی وہی

شور ای تھا بن میں سے انا لیلی کا — قیس گرد لکو سمجھتا کہ یہ محمل ہی وہی

یارے آتا تو مرا وصیان انھین رہتا ہے — سب سے کہتے ہین مرے جور کے قابل ہی وہی

بڑھ گیا سیر دن لہو انکو جو آتے دیکھا — خود نہ پہچان سکا مین کہ مرا دل ہی وہی

نام پاتے ہین محبت مین جو مٹجاتے ہین — جسکے ہونیکا گمان بھی نہ ہو دل ہی وہی

انتظار نفس باز پسین ہے ہردم — سر منزل ہین مگر دوری منزل ہی وہی

حسرتونکی ہی تباہی سی تباہی دلمین — جس جگہہ قافلے لٹتے ہین یہ منزل ہی وہی

کیا بتونکی سی نئی حور وکین ادائین ہونگی — آدمی کے لیے جنت مین بھی مشکل ہی وہی

۸۶

جو کہے داغ سیہ مست وہ لکھہ لو دل پر
اس خرابات مین اک مرشد کامل ہی وہی

۱۵

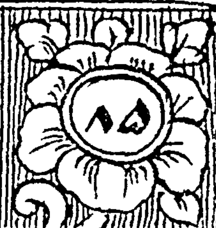
شمار اپنی خطاؤں کا بتا دوں
تمھیں شاید حساب آئے نہ آئے

نہ خنجر سے مجھکو ذبح کیجیے
پھر ایسی آب و تاب آئے نہ آئے

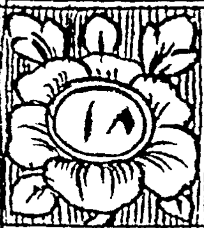
شب وصل عدو تیری بلا سے
کسی مضطر کو خواب آئے نہ آئے

پیونگا آج ساقی سیر ہو کر
میسر پھر شراب آئے نہ آئے

یہ جا کر پوچھ آ تو اوسنے دربان
کہ وہ خانہ خراب آئے نہ آئے



نہ دیکھو داغ کا دیوان دیکھو
سمجھ میں یہ کتاب آئے نہ آئے



بعد مردن بھی خیال رخ قاتل ہے وہی
جس سے ہم آنکھ چراتے تھے مقابل ہے وہی

عشق کا کوئی نتیجہ نہیں جز درد و الم
لاکھ تدبیر کیا کیجیے حاصل ہے وہی

چار دن پہلے جو تقدیر میں تھا اب وہ نہیں
ہم وہی تم وہی ہو شوق وہی دل ہے وہی

خضر سے پوچھے کوئی عمر ابد کی تکلیف
زندگی نام ہے جس چیز کا قاتل ہے وہی

مر گئے خسرو جمشید سے سیکش لاکھوں
رونق ساغر و آرائش محفل ہے وہی

مانگے جائینگے دعا ہو گی نہ کبتک مقبول
نے لیے جو کبھی ملتا نہ ہو سائل ہے وہی

تونے رکھا ہی زینت تشریف کو دلپہ ہاتھ
آج کیون پھیکا ترا دستِ حنا مالیدہ ہے

تیر جب بیٹھا مری دلمین ترازو ہو گیا
اس سے یہ ظاہر ہوا قاتل بہت سنجیدہ ہے

ہین تو ان باتونکا قائل ہون خطِ کا جواب
جسقدر ہی مختصر ہی چیدہ پیچیدہ ہے

خاک مین اسی ملایا مجھکو یا مینے اسے
آج مین ہون اور یہ میرا دل آلفسیدہ ہے

زہر کھاکر ملگئے ہین خاک مین عاشق بہت
اونگلیان ہین دیکھہ تو یا سبزۂ روئیدہ ہے

خوب آتا ہی لگا لینا نگاہِ یار کو
ایک سے ان بن ہوئی تو دوسرا گرویدہ ہے

اوس ستمگر نے مری پیغامبر سے یہ کہا
مر نہین جاتا اگر آزردہ ہی رنجیدہ ہے

پھر نظارہ چلا ہی کوچۂ قاتل مین داغ
کس بلا کا ہی کلیجہ کس غضب کا دیدہ ہے

پیام جی کامیاب آئے نہ آئے
خدا جانے جواب آئے نہ آئے

ترے غمزونکو اپنے کام سے کام
کسی کے دلکو تاب آئے نہ آئے

اوسے شرمائینگے ذکر عدو پر
یہ قسمت ہے حجاب آئے نہ آئے

تم او جب سوار توسن ناز
قیامت ہمرکاب آئے نہ آئے

اس التجا کے ساتھ کہا ہم نے حال دل
جیسے اخیر وقت مین کوئی دعا کری

دل کی طرح سے جان بچا یگی عشق مین
پھر کچھ نہ فکر کی تو بھی بیوفا کری

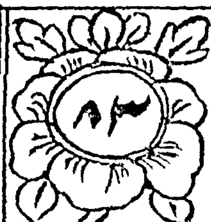
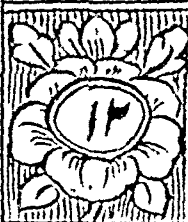
بیتاب ہے یہ تیغ نہ ہو وقت امتحان
دل کا غلام ہو جو تحمل ذرا کرے

منظور کسکو ہے جو اوٹھائے بلائے عشق
جب سر پہ آپڑے تو کہو کوئی کیا کرے

تجھکو پسند آگئی دیوانگی مری
تیری خوشی سے کام کوئی کچھ کیا کرے

دل نخل تن مین ایک ثمر خوشگوار ہے
ایکاش تیغ یار ہی یہ پھل نیا کری

معشوق بے نیاز ہے عاشق کو چاہیے
لب سے کری جو شکوہ تو دل سے دعا کری


اس عشق مین کسیکا اجارا نہین ہے داغ
پروردگار جسکو یہ دولت عطا کرے


میری رونے پر جو رویا آدمی فہمیدہ ہے
ناصح غافل بُرا ناگرگ باران دیدہ ہے

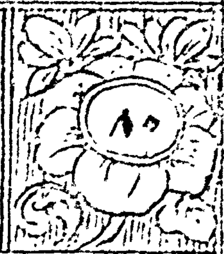
جانتے ہین جاگنے والے فراق یار کے
فتنۂ روز قیامت فتنۂ خوابیدہ ہے

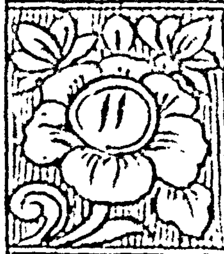
مین بھی تو دیکھون نکلتا ہی یہ تنکا کسطرح
چارہ گر کی آنکھ مین میرا تن کاہیدہ ہے

اپنی کہانی کیونکر کہون کس سے کہون کیا کہون
آپکی کیا بات ہے جو بات ہی سنجیدہ ہے

کیسا نیاز کسکی وفا کسکی عاشقی | تم جانتے نہیں مجھے دعوا ہی اور ہے

اجمیر ہو کے جائینگے ای داغ ہم ہبا
ابکی برس سفر کا ارادا ہی اور ہے





نکل جائے یہ حسرت وہ نہیں ہے | بدل جائے یہ قسمت وہ نہیں ہے

وہی تم ہو طبیعت وہ نہیں ہے | وہی صورت ہی سیرت وہ نہیں ہے

پکارا دیکھکر مین حور کی شکل | خداوندا یہ صورت وہ نہیں ہے

تمہارا دل تو دیکھوں ہاتھ رکھکر | وہی ہے یا محبت وہ نہیں ہے

کہے دیتے ہین ہم دھوکھا نہ کھانا | ہماری اب طبیعت وہ نہیں ہے

دکھائے بت برہمن شیخ حورین | پلٹ جائے یہ نیت وہ نہیں ہے

ترا دل کیا ترے گھر مین بھی تجھکو | ٹھہرنے دے یہ وحشت وہ نہیں ہے

مرے مرقد پہ بولے ہاتھ ملکر | اوسکی ہی یہ تربت وہ نہیں ہے

یہان قیدی ہین تجھے دنیا مین آزاد | ہمین جنت مین راحت وہ نہیں ہے

جو تم سمجھے ہو دلین چارہ سازو | علاج درد فرقت وہ نہیں ہے

مجکو رولاکے آپ ہنسی سے تڑپ گئے
خود لوٹنے لگے یہ تماشا ہی اور ہے

جی چاہتا ہے جسکو وہ یارب نصیب ہو
کیسا بہشت مجکو تمنا ہی اور ہے

اوس بیوفا کے ہاتھ رہا دلکا فیصلہ
نامنصفون سے طے ہو یہ جھگڑا ہی اور ہے

لو دیکھتے ہی غیر کو چتون بدل گئی
آنکھون کو دیکھیے تو اشارا ہی اور ہے

آئے تو کیا کہ پھر وہ کوئی دم مین جاینگے
کم جسقدر ہوا ہی غم اوتنا ہی اور ہے

کہتے ہین خواب مین شب وعدہ ہم آگئے تھے
یہ مکر یہ فریب یہ دھوکھا ہی اور ہے

دیکھے جو تیرے قد کو قیامت تو یہ کہے
سچ مچ ہی اور ہے یہ سراپا ہی اور ہے

تم آئینہ ہی دیکھ کے حیران رہ گئے
واللہ میرے دلمین اک ایسا ہی اور ہے

جب اہل حشر سے نکلی میری فریاد آہ
سب نے کہا سنو تو یہ جھگڑا ہی اور ہے

حورونکی آرزو مین یہ کیفیتین کہان
اللہ رکھے اوسکی تمنا ہی اور ہے

چھوڑین یہ گمان گر تم عیسے کی ہو ہوس
مرتے ہین جسپہ ہم وہ مسیحا ہی اور ہے

قاتل کو زیر قبر بھی دیتے رہے دعا
سر جائے بھی نجائے یہ سودا ہی اور ہے

سر انکی جفا پر تو رکھتے ہین
یہ دل ہی اور ہے یہ کلیجا ہی اور ہے

دیکھکر آئینہ اترائے کہ ہم بھی کوئی ہیں
اپنی نظروں میں سمانا کوئی تم سے سیکھ جائے

اُن نگاہِ لطف پر لاکھوں دعائیں ملگئیں
عمر کا اپنی بڑھانا کوئی تم سے سیکھ جائے

جان سے مارا اوسی تنہا جہاں پایا جسے
بیکسی میں کام آنا کوئی تم سے سیکھ جائے

فیلسوفی اے بتو تمکو زمانہ کیا سکھائے
بلکہ ہو کیسا ہی دانا کوئی تم سے سیکھ جائے

جانتے ہو بات ہر قرآن کی آیت حدیث
جھوٹ پر ایمان لانا کوئی تم سے سیکھ جائے

کیا سکھائیگا زمانہ نیکو فلک طرز جفا
اب تمہارا ہی زمانا کوئی تم سے سیکھ جائے

ہے تغافل میں بھی دزدیدہ نظر سے تاک جھانک
چور کو رستہ بتانا کوئی تم سے سیکھ جائے

ہر گنہ سے توبہ کرلی جب جوانی ہو چکی
زاہدا جنت میں جانا کوئی تم سے سیکھ جائے

وہ کیا وعدہ کہ میں فرطِ خوشی سے رو دیا
ایسے ہنستے کو رلانا کوئی تم سے سیکھ جائے

غیر کو اپنا بنا لیتے ہیں ہم تو وقت پر
دوست کو دشمن بنانا کوئی تم سے سیکھ جائے



محو یوں دیکھو نہیں کچھ دین و دنیا کی خبر
داغ ایسا دل لگانا کوئی تم سے سیکھ جائے



دیکھا تو شہر حسن میں جو چاہے اور ہے
اوسکی ہوا ہی اور ہے وہ دنیا ہی اور ہے

دشمن بنائے ہین مری قسمت نے سیکڑون — چاہا ہی تجکو خلق نے میرے نصیب سے
ای ناصحِ شفیق یہ ہے کیہ تو چھیڑ چھاڑ — ذکرِ حبیب کم نہین وصلِ حبیب سے
جو دیکھتا ہی اوسکو مجھے دیکھتا نہین — دنیا مین کون آنکھ ملائے غریب سے
مانند برق مثلِ ہوا صورتِ نگاہ — اکثر نکل گئے ہین وہ میرے قریب سے
کہتا ہے مرتے دم بھی تجہی سے شفا ہوئی — پالا پڑا مریض کو جھوٹے طبیب سے
ہمکو جلا جلا کے جہنم مین جائے گا — ناراض ہے خدا بھی ہماری رقیب سے
کلکتہ مین ہے شیخ نمایش کے کام کا — اِس خلقتِ عجیب و لباسِ غریب سے

۸۸ پوچھو جنابِ داغ کی ہمسے سرائین — کیا سر جھکائے بیٹھے ہین حضرتِ غریب سے ۱۶

درد بنکر دلمین آنا کوئی تمسے سیکھ جائے — جانِ عاشق ہوکے جانا کوئی تمسے سیکھ جائے
ہر سخن پر روٹھ جانا کوئی تمسے سیکھ جائے — روٹھکر پھر مسکرانا کوئی تمسے سیکھ جائے
وصل کی شب چشمِ خواب آلود کو ملتے اوٹھے — سوتے فتنے کو جگانا کوئی تمسے سیکھ جائے
کوئی سیکھے خاکساری کی روش تو ہم سکھائین — خاک مین دلکو ملانا کوئی تمسے سیکھ جائے
آتے جاتے ہو تو دیکھے ہین ہزارون خوش خرام — دلمین آنا دلسے جانا کوئی تمسے سیکھ جائے

تھکا کر بٹھانے لگی مجھکو گردش ۔۔۔ بیاباں بھی زندان ہوا چاہتا ہے

اسی واسطے ہاتھ اپنا ہے دلبر ۔۔۔ کوئی اسکا خواہان ہوا چاہتا ہے

۸۷ کیا داغ گو اسنے جھوٹا ہی وعدہ
ترا کام آسان ہوا چاہتا ہے ۱۷

کچھ اور دل لگی نہیں اوس غم نصیب سے ۔۔۔ ہم جانتے ہیں کھیلتے ہو تم رقیب سے

کیا خوب رازدار ملا ہے نصیب سے ۔۔۔ کھل کھیلے پردے ہی میں تم تو رقیب سے

پھر دعائے مرگ اٹھیں کسطرح سے ہاتھ ۔۔۔ چھٹتی نہیں ہے نبض ہماری طبیب سے

ہیں بدگمانیوں کا بھی ممنون ہو گیا ۔۔۔ وہ حال پوچھ لیتے ہیں میرا طبیب سے

شوخی میں تمکنت ہی تو ہے ناز میں نیاز ۔۔۔ تعلیم تمنے پائی ہے اچھے ادیب سے

اپنا ہی عکس کیوں نہ ہو اللہ ری حجاب ۔۔۔ دیکھا نہ آئینہ کبھی اوسنے قریب سے

اخفائی راز عشق کی عادت بھی ہے بری ۔۔۔ ہمنے ہمیشہ حال چھپایا طبیب سے

ایسی غم فراق میں صورت بگڑ گئی ۔۔۔ جھک جھک کے دیکھتے ہیں وہ مجھکو قریب سے

دیوانگی میں بھی نگئیں اپنی شوخیاں ۔۔۔ گلشن میں پھول مانگتے ہیں عندلیب سے

بھر دیا زخم مین نمک اوسنے
یہ دعاگو کی منہ بھرائی ہے

سچ ہے بے عیب ہی خدا کی ذات
تجھمین کیا جانے کیا برائی ہے

اے لب یار تجکو میری قسم
کبھی سچی قسم بھی کھائی ہے

اوسکے در تک تو پہنچ گیا قاصد
آگے تقدیر کی رسائی ہے

۸۶

داغ اب وصل کا وصال ہوا
یار زندہ غم جدائی ہے

۱۰

وہ بت دلمین مہمان ہوا چاہتا ہے
نیا دین و ایمان ہوا چاہتا ہے

لب یار خندان ہوا چاہتا ہے
کوئی عہد و پیمان ہوا چاہتا ہے

ترا پیرہن میری باتون سے تا صبح
ہرا ہی گریبان ہوا چاہتا ہے

تری دوستی مین یہ تھوڑی سی خوشی ہے
کہ دشمن پشیمان ہوا چاہتا ہے

شب وصل آخر ہوئی جلد جاؤ
یہان اور سامان ہوا چاہتا ہے

[illegible] سر گرانی ہماری
اجل کا کچھ احسان ہوا چاہتا ہے

[illegible] تلوار کھینچی
یہان خون ارمان ہوا چاہتا ہے

بڑھتی ہی محبت کی اسیری مین اسیری
پوری نہین ہوتی کبھی میعاد کسیکی

ایمان تو جب لائین ہم ای شان کریمی
سٹجائے اگر لذت بیداد کسیکی

نکلی تو سہی جان مگر حسرت نہ نکلی
اٹکی نہین رہتی مرے جلاد کسیکی

جب دیکھتی ہی نالۂ بلبل مین اثر کچھ
اوسکو بھی اچک لیتی ہی فریاد کسیکی

گھبرا کے اگر موت بھی مانگون تو کہین وہ
جاگیر نہین ہے عدم آباد کسیکی

کیا عیش بھلائیگا یہ آزار یہ تکلیف
جنت مین بھی یاد آئیگی بیداد کسیکی

ہی الفت دشمن مین برا حال کسیکا
ای حضرت دل کیجیے امداد کسیکی

٨٥

کمبخت وہی داغ نہو دیکھو تو کوئی
بیچین کیے دیتی ہے فریاد کسیکی

٩

اوسکے در تک کسے رسائی ہے
وہی جائیگا جسکی آئی ہے

بات اک دل مین میرے آئی ہے
گر کہون تو ابھی لڑائی ہے

قتل کرتی ہے گفتگو اوسکی
بات مین بات کی صفائی ہے

دوسری جان ہے تری الفت
ایک کھوئی ہے ایک پائی ہے

تھمیے تھمیے کہ نکلجائے ذرا جان حزین
یہین تو رخصت نہوا آپکی رخصت کیسی

تجھے کہان انکو آئینہ تو لیکر دیکھو
اور ہوتی ہے خطاوار کی صورت کیسی

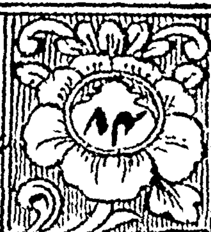
نگہہ یار کو مین دلمین جگہہ دون لیکن
چور ہو جب کوئی مہمان تو عزت کیسی

چھیڑ منظور ہے قسمت کی اچھی نہین یہ یاد رہے
کبھی کیسی ہے کبھی اپنی طبیعت کیسی

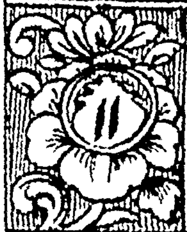
شعر تر نکلے تو وہ لخت جگر اپنا ہے
اپنی اولاد سے ہوتی ہے محبت کیسی

دلکو سمجھائینگے بہلائینگے پھسلائینگے
بعد مرجانیکے ملجائیگی فرصت کیسی

دھمکیان دیتے ہو تم جذبۂ دلکی ای داغ
بندہ پرور یہ محبت مین حکومت کیسی



نظر آتا ہے پریرو جو کوئی شوخ و شریر
گدگداتی ہے پھر اسے داغ طبیعت کیسی



ہر دلمین نئے درد سی ہے یاد کسیکی
ملتی نہین فریاد سے فریاد کسیکی

آرام طلب ہون کرم عام کے جالب
یون مفت مین لٹتی نہین بیداد کسیکی

دل تھامے ہوئی پھرتے ہین سب گبر و مسلمان
کیا یاد ہی کیا یاد ہی کیا یاد کسیکی

اس حسن جہان سوز سے برپا ہی قیامت
ایسے مین کرے کیا کوئی امداد کسیکی

ملگئی بیخودی شوق سے راحت کیسی ہوگئی دونوں جہان سے مجھے فرصت کیسی

کیا کہوں تجھسے اٹھائی ہے اذیت کیسی مرنیوالے کی رہی رات کو حالت کیسی

عشق نے دی ہمیں دنیا میں مصیبت کیسی مجھسے مل مل کے گلے روئی ہے حسرت کیسی

عکس بھی آئنے میں چار گھڑی لگ نہ آیا بڑھ گئی حد سے سوا اونکی نزاکت کیسی

بندہ چاہے جو خدائی کو بھی ملسکتی ہے لوگ قسمت کو لیے پھرتے ہیں قسمت کیسی

جو معشوق کی پرستش ہی نہیں دنیا میں اپنے بندے سے خدا کو ہے محبت کیسی

حور سے بحث نہیں ہان یہ بتا ای زاہد لاکھ دو لاکھ میں ہوا ایک وہ صورت کیسی

دوست یکرنگ جو ایسا کبھی مل بیٹھے ہیں لطف کے ساتھ گذر جاتی ہے صحبت کیسی

شعر محفل میں بھی جو میرا اوسنے کہا سب نے سنا جلد ہوتی ہے بری باتکی شہرت کیسی

اپنی جو کریں آپکی اونچیں مجھسے یہ تو فرمائیے ہے آج طبیعت کیسی

ابتو دو چار ہی نالونکا رہا تھا جھگڑا ہار دی حضرت دل آپنے ہمت کیسی

اسکو مینے جو کلیجے سے لگا رکھا ہے درد نے پائی مرے سینے میں جگہ کیسی

کلیجا مرے منہ کو آئیگا اکدن
یونہین لب پہ آہ و فغان آتے آتے

ابھی سن ہی کیا ہے جو بیباکیان ہون
انہین آئینگی شوخیان آتے آتے

چلے آتے ہین دل مین ارمان لاکھون
مکان بھر گیا میہمان آتے آتے

نتیجہ نہ نکلا تھکے سب پیامی
وہان جاتے جاتے یہان آتے آتے

تمہارا ہی مشتاق دیدار ہوگا
گیا جان سے اک جوان آتے آتے

یقین ہے کہ ہوجائے آخر کو سچی
مرے منہ مین تیری زبان آتے آتے

سنانے کے قابل جو تھی بات انکو
وہی رہگئی درمیان آتے آتے

تری آنکھ دیکھتے ہی کیسا پھرا ہے
مری راہ پر آسمان آتے آتے

[illegible]ے آشیان کے تو تھے چار تنکے
چمن اوڑ گیا آندھیان آتے آتے

[illegible] کچھ انکو ابھارا تو ہوتا
نہ آتے نہ آتے یہان آتے آتے

[illegible] آئی تھی ہمراہ انکے
مگر رہ گئی ہمعنان آتے آتے

[illegible]ل باغ و صحرا
بہار آتے آتے خزان آتے آتے

نہین کھیل اے داغ یارون سے کہدو



دو نیم وعدہ کرکے فراموش ہو گئے — امیدوار ہوش سے بیہوش ہو گئے

چھٹ بھی آج حضرت زاہد نے صاف کی — مے نوش کیا ہوئے کہ بلانوش ہو گئے

کافی ہے میرے قتل سے اتنا ہمین لحاظ — دو چار دن کے واسطے روپوش ہو گئے

احباب کو جنازہ اوٹھا بھی بار تھا — ہم خاک مین ملے وہ سبکدوش ہو گئے

بگڑا مزاج اونکا تو محفل بگڑ گئی — سامان عیش اوڑ کے مرے ہوش ہو گئے

ماتم ہے طفل اشک کا یا دل کا سوگ ہے — کیون مردمان دیدہ سیہ پوش ہو گئے

ان ان کھر کھر کے اوٹھا رخ سے نقاب — پیدا تجلیون مین بہت جوش ہو گئے

میری پریشان تو کرتا ہے مدعی — کیا خوب ہے کہ ہم ہمہ تن گوش ہو گئے

۸۲ — ۱۶

اے داغ سب آئنہ ختنی کے دوش

اکبار دل سے محو فراموش ہو گئے

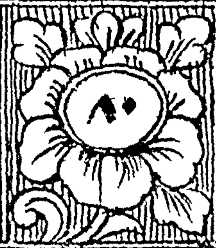
پھرے راہ سے وہ یہان آکر آئے — اجل مر رہی تو کہان آتے آتے

مجھے یاد کرنے سے یہ مدعا تھا — نکل جائے دم ہچکیان آتے آتے

سنا ہے کہ دنیا سے جاتا ہے کوئی — بہت دیر کی مہربان آتے آتے

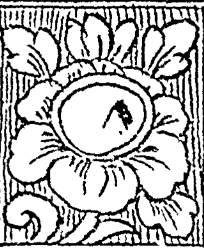
ضعف سے اوٹھتے نہین بہر دعا — اب ہماری شرم اوسکے ہات ہے

کہتے ہین دشنام دیکر لینگے دل — مفت کیون دیتے ہو کچھ خیرات ہے



داغ سے جاکر ملے تھے ہم بھی آج

آدمی خوش وضع خوش اوقات ہے



تلاش اونکو ہے میرے راز دانکی — نئی ترکیب نکلی امتحان کی

کہان اے چارہ گر دلمین حرارت — یہ گرمی ہے فقط ضبط فغان کی

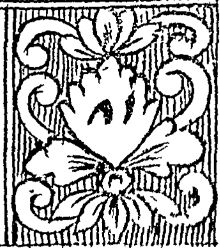
نہین کچھ ہرزہ گو دیوانۂ عشق — سنو تو کہہ رہا ہے یہ کہان کی

کریگی سجدہ میت بھی ہماری — کہ مٹی دی ہے اوسنے آستان کی

شب غم آئے خواب مرگ کیونکر — یہان دیکھی ہین آنکھین پاسبان کی

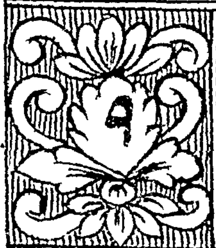
تمہین سنواؤن کیونکر اوسکی باتین — مرے دلمین ہے کیفیت زبان کی

دہن کو ہے مزا تیرے دہن کا — زبان کو چاٹ ہے تیری زبان کی



وہ سنکر داغ کے اشعار بولے

خدا جانے یہ بولی ہے کہان کی



سرد مہری سے زمانیکے ہوا ہے دل سرد | رکھکر اس چشمہ سینہ کو کیا آگ لگائی کوئی

۷۹

آپ سے داغ کو منہ بھی نہ لگایا افسوس کیا
اسکو رکھتا تھا کلیجہ سے لگائے کوئی

۱۴۳

ہجر کی یہ رات کیسی رات ہے
ایک میں ہوں یا خدا کی ذات ہے

آپکی ہر بات میں یہ بات ہے
چال ہے فقرہ ہے دم ہے گھات ہے

غور کی خواہش پہ یہ طعنے ملے
واہ کیا نیت ہے کیا اوقات ہے

تونے قاصد جو کہی دل کی لگی
یہ اوسی کافر کے منہ کی بات ہے

پھر خدا جانے کہاں تم ہم کہاں
عیش و عشرت کی یہی اک رات ہے

شکوہ کے بدلے کیا شکر ستم
پھر خفا ہیں کیا مزے کی بات ہے

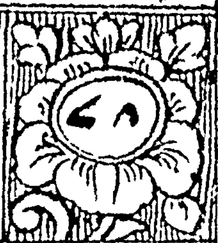
اونکا قاصد لیچلا ہے دل مرا
تازہ فرمایش نئی سوغات ہے

شبکو جاگیں تم میں وہ دنکو سوئیں
رات کا دن اور دن کی رات ہے

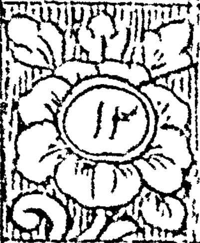
کیوں بھیسل پڑتے ہیں ملک حسن میں
کیا وہاں برسات ہی برسات ہے

جب کہا میں نے کہ لو مرتا ہوں میں
بولے بسم اللہ اچھی بات ہے

تم بتاؤ تو سہی مہر و محبت کے گواہ
ایسے دعوے کہیں ہو جھوٹے بھی ہیں ہوتے اچھے



زور روز سے بھی کہیں داغ حسینوں کے بنے
اپنے نزدیک تو ہے سب سے ادا بھی اچھی



یہ جو ہے حکم مرے پاس نہ آئے کوئی
اس لیے روٹھ رہے ہیں کہ منائے کوئی

یہ نہ پوچھو کہ غم ہجر میں کیسی گزری
دل دکھانے کا اگر ہو تو دکھائے کوئی

تاک میں ہے نگہ شوق خدا خیر کرے
سامنے سے مرے بچتا ہوا جائے کوئی

ہو چکا عیش کا جلسہ تو مجھے خط پہنچا
آپ کی طرح سے مہمان بلائے کوئی

ترک بیداد کی تم داد نہ چاہو مجھ سے
کر کے احسان نہ احسان جتائے کوئی

یوں شب وصل ہوا لے گئے عیش و نشاط
آپ اپنے میں خوشی سے نہ سمائے کوئی

حال افلاک و زمیں کا جو بتایا ہے تو کیا
بات وہ ہے جو ترے دل کی بتائے کوئی

درد الفت کے مزے لیتے ہیں قسمت والے
خون دل زہر نہیں ہے کہ نہ کھائے کوئی

کیا رہے داخل دعوت نہیں ہی روا اعوذ
مہربانی سے بلا کر جو بلائے کوئی

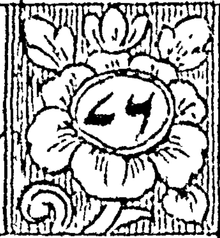
وعدۂ وصل اسے جان کے خوش ہو جاؤں
وقت رخصت بھی اگر ہاتھ ملائے کوئی

۷۷ — ۱۴۳

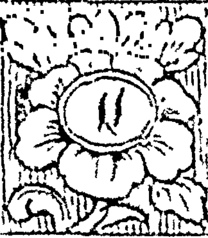
کچھہ داغ کا مذکور جو آیا تو وہ بولے
آئے سے مجھے بُرا حال بتائے مرے آگے

سب سے تم اچھے ہو تمسے مری قسمت اچھی — یہی کمبخت دکھا دیتی ہے صورت اچھی
حُسن معشوق سے بھی حسن سخن ہے کمیاب — ایک ہوتی ہے ہزاروں میں طبیعت اچھی
میری تصویر بھی دیکھی تو کہا شرما کر — یہ بُرا شخص ہے اسکی نہیں ہیئت اچھی
ہر طرح دلکا ضرر جان کا نقصان دیکھا — نہ محبت تری اچھی نہ عداوت اچھی
کس صفائی سے کیا وصل کا تو نے انکار — اس محل پر تو زباں میں تیری لکنت اچھی
ہجر میں کسکو بلاؤں نہ بلاؤں کسکو — موت اچھی ہے الٰہی کہ قیامت اچھی
دیکھنے والوں سے انداز کہیں چھپتے ہیں — ہمکو پردے میں نظر آتی ہے صورت اچھی
میری شامت کہ دکھائی اُسے شیشہ کی شبیہ — مسکرا کر یہ کہا اُسنے نہایت اچھی
جو ہو آغاز میں بہتر وہ خوشی ہے بدتر — جسکا انجام ہو اچھا وہ مصیبت اچھی
ہے سرِ ناز فروشی تو خریدار بہت — بیچ ڈالو اسے ملجائیگی قیمت اچھی
عیب بھی اپنے بیان کرنے لگے آخر کار — ہوگئی اُنکو بُرا کہنے کی عادت اچھی

وہ نہیں سنتے ہماری کیا کریں | مانگتے ہیں ہم دعا جنکے لیے

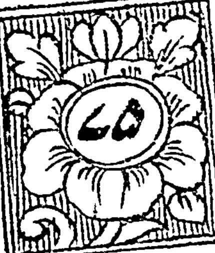


آج کل ہیں داغ ہوگے کامیاب
کیوں مرے جاتے ہو دو دن کے لیے

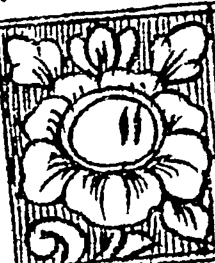


آئے بھی تو وہ منہ کو چھپائے مرے آگے | اس طرح سے آئے کہ نہ آئے مرے آگے
دل سینے لگایا ہے مگر دیکھیے کیا ہو | سب جھینکتے ہیں اپنے پرائے مرے آگے
بیٹھتے ہوئے دیکھو نگاہ ہیں دل کی لگی کو | کوئی نہ کبھی شمع بجھائے مرے آگے
کیا دم کا بھروسہ ہے یہ پھر آئی کہ نہ آئے | جانا ہو جو قاصد کو تو جائے مرے آگے
سمجھے نہ کدہ رنجش معشوق جو آیا | دشمن کے بھی آنسو نکل آئے مرے آگے
مانگی ہے دعا وصل کی کچھ اور سمجھیو | کوسا ہو اگر سینے تو آئے مرے آگے
پیتو یہی کہتے تھے کہ یہ نام ہی میرا | لکھکر کوئی حرف اوسنے مٹائے مرے آگے
دیکھے تو کوئی قاصد جانان کی دلیری | واپس مرے خط لاکے جلائے مرے آگے
بچھڑے ہوئی معشوق ملائیں سبکو الٰہی | تنہا کوئی جنت میں نجائے مرے آگے
حشر میں بھی ہے خواہش خلوت مجھے اتنی | کہتا ہوں کیا میں نہ آئے مرے آگے

چھپائے سے کوئی چھپتی ہی اپنے دل کی بیتابی
کہ ہر تارِ نفس اپنا رگِ بسمل سے ملتا ہے
عدم کی جو حقیقت ہی وہ پوچھو اہلِ ہستی سے
مسافر کو تو منزل کا پتا منزل سے ملتا ہے



غضب ہی داغ کی دل سے تمہارا دل نہیں ملتا
تمہارا چاند سا چہرہ مہ کامل سے ملتا ہے



تمنے بدلے ہمسے گن گن کے لیے
ہمنے کیا چاہا تھا اسدن کے لیے
کچھہ نرالا ہے جوانی کا بناؤ
شوخیاں زیور ہیں اس سن کے لیے
چاہنے والوں سے گر مطلب نہیں
آپ پھر پیدا ہوے کن کے لیے
فیصلہ ہو آج میرا آپ کا
یہ اوٹھا رکھا ہے کسدن کے لیے
دے مئے بیدُرد اے پیرِ مغان
چاہیے اک پاک باطن کے لیے
دل کے لینے کو ضمانت چاہیے
اور اطمینان ضامن کے لیے
میکشو اب آئی شاید فصلِ گل
بلبلوں نے چونچ میں تنکے لیے
ہمنشینوں سے مرے کہتے ہیں وہ
چھوڑ دیں غیروں کو کیا انکے لیے
ہیں رخِ نازک پہ گنتی کے نشان
کسنے بوسے تیرے گن گن کے لیے

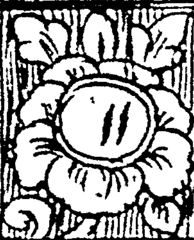
نہ چمکتی جو حسن کی تقدیر
کیوں تری چاند سی جبیں بنتی

پارۂ جیب سے مری اے کاش
دستِ وحشت کی آستیں بنتی

بزمِ دنیا تھی قابلِ جنت
خوب بنتی اگر کہیں بنتی



طبعِ نازک کا لطف جب تھا داغ
نازنینوں میں نازنیں بنتی



ملاتے ہو اسیکو خاک میں جو دل سے ملتا ہے
مری جاں چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے

کہیں ہے عید کی شادی کہیں ماتم ہے مقتل میں
کوئی قاتل سے ملتا ہے کوئی بسمل سے ملتا ہے

پس پردہ بھی لیلیٰ ہاتھ رکھ لیتی ہے آنکھوں پر
غبار ناتوان قیس جب محمل سے ملتا ہے

بھرے ہیں تجھ میں وہ لاکھوں ہنر اے مجمع خوبی
ملاقاتی ترا گویا بھری محفل سے ملتا ہے

مجھے آتا ہے کیا کیا رشک وقت ذبح اس سے بھی
گلا جسدم لپٹکر خنجر قاتل سے ملتا ہے

بظاہر باادب یوں حضرت ناصح سے ملتا ہوں
مرید خاص جیسے مرشد کامل سے ملتا ہے

مثال گنج قارون اہل حاجت سے نہیں چھپتا
جو ہوتا ہے سخی خود ڈھونڈکر سائل سے ملتا ہے

جواب اس کا اوس شوخ کا کیا دے سکے کوئی
جو دل لیکر کہے کمبخت تو کس دل سے ملتا ہے

کہین حسن سے بھی ہی کاہیدگی ... نہ ہونے کے قابل کمر ہوگئی

شب وصل ایسی کھلی چاندنی ... وہ گھبرا کے بولے سحر ہوگئی

کہی زندگی بہر کی سب واردات ... مری رنج بیٹھا بسر ہوگئی

کہو کیا کروگے مرے وصل کی ... جو مشہور جھوٹی خبر ہوگئی

۳۷ غم ہجر سے داغ مجھکو نجات ... یقین تھا نہوگی مگر ہوگئی ۱۱

اوس سے کیا خاک ہمنشین بنتی ... بات بگڑی ہوئی نہین بنتی

وہ بنی اب برای الفت مین ... دم پہ جو وقت واپسین بنتی

آدمی سب فرشتے بنجاتے ... آسمان پر اگر زمین بنتی

میری صورت بنی تو خاک بنی ... قسمت ای صورت آفرین بنتی

وعدہ کرلیتی کیا وہ آجاتے ... رات بھر زلف عنبرین بنتی

کاش سنتا نکوئی شور وفغان ... دل کی جا چشم سرمگین بنتی

تو نے ایسے بگاڑ ڈالے ہین ... ایک کی ایک سے نہین بنتی

تیرے کمال عشق کا حاصل نہیں ہوا
اب داغ ہو بیعت مرشد کامل کی آرزو

۱۵ ۴

ردیف یائے تحتانی

شب وصل ضد مین بسر ہو گئی
نہین ہوتے ہوتے سحر ہو گئی

نگہ غیر پر بے اثر ہو گئی
تمہاری نظر کو نظر ہو گئی

کسک دل مین پھر چارہ گر ہو گئی
جو تسکین پھر دو پہر ہو گئی

لگا لے گئے ہین دل اوس سے اب ہار جیت
ادھر ہو گئی یا ادھر ہو گئی

جواب اونکی جانب سے دینے لگا
یہ جرأت تجھے نامہ بر ہو گئی

برے حال سے یا بھلے حال سے
تمہین کیا ہماری بسر ہو گئی

بہ بستر مین خواب راحت کہان
ذرا آنکھ جھپکی سحر ہو گئی

جفا پر وفا تو گردن سوچ لو
تمہین مجھسے الفت اگر ہو گئی

نگاہ ستم مین کچھ ایجاد ہو
کہ یہ تو پرانی نظر ہو گئی

تسلی مجھے دیکے جاتے تو ہو
سیاوا جو نوع دگر ہو گئی

نکلی فلک سے کب کسی سائل کی آرزو | پہر اوس پہ آرزو کبھی مرے دلکی آرزو
حسرت ہی اوسکو نکلی نہ بسمل کی آرزو | پوری کرے خدا مرے قاتل کی آرزو
حورون سے کیا غرض تھی عبث بدگمان ہو | جنت میں لیگئی تری محفل کی آرزو
یون آہ نارسا کو تمنائی عرش ہے | جیسے کسی غریب کو منزل کی آرزو
یہ ناامید زیست وہ مشتاق رقص ہے | بسمل کی یاس دیکھیے قاتل کی آرزو
آئینہ دیکھکر تمہیں مشتاق کیا ہوئے | تمسے سوا ہی مد مقابل کی آرزو
ہے قیس کا تو شوق زمانے پر آشکار | کیا جانے کوئی صاحب محمل کی آرزو
دنیا سرائے تنگ ہے محشر ہے جائے تنگ | عاشق کہان نکال سکے دل کی آرزو
دل ہر طرف رہا نگران بحر عشق مین | اوس ڈوبتے کو رہی ساحل کی آرزو
اچھی پڑی ہے تیغ کہ قاتل نازنین ہے | بسمل کے ساتھ جائیگی بسمل کی آرزو
پہچان تو فقیر کی صورت سوال ہے | تم جان لو یہ ہے مرے سائل کی آرزو
یوسف نے دیکھکر تری تصویر کیا کہا | کیون ہو نہ ایسی شکل و شمائل کی آرزو

وہ اشارو بھی سے اقرار کرین دو ڈنکا
ایسے بھولے نہیں سمجھینگے جو ہم ایک نہ دو

ہمنے کعبے میں بھی لاکھوں کی یہ صورت دیکھی
کرتے ہیں ہائے صنم ہائے صنم ایک نہ دو

میری تقدیر بکثرت مجھے دو لا گیا
دل تمہارا جو کہیگا اسے غم ایک نہ دو

مجھکو دو دل ہوا عطا روز ازل لکھا تھا
رنج کھانیکو دو کھانیکو ستم ایک نہ دو

ے ۲۰ — ے

داغ دلی بھی کسی وقت میں جنت تھی
سیکڑوں گھر تھے وہاں شکر ستم ایک نہ دو

کہتے ہیں جسکو حور وہ انسان تمہیں تو ہو
جاتی ہے جسپہ جان یہاں تم تمہیں تو ہو

مطلب کی کہہ رہے ہیں وہ دانا تمہیں تو ہو
مطلب کی جو نہ سمجھے ہو وہ ناداں تمہیں تو ہو

آتا ہی بعد ظلم ستمین کو تو رحم بھی
اپنے کیے سے دلمیں پشیماں تمہیں تو ہو

پچھتاؤگے بہت مرے دلکو جلا کر
اس گھر میں اور کون ہے مہماں تمہیں تو ہو

اک روز رنگ لائینگی یہ مہربانیاں
ہم جانتے تھے جان کے خواہاں تمہیں تو ہو

دلدار و دلفریب و دل آزار و دلستان
لاکھوں میں ہم کہیں گے کہ ہاں ہاں تمہیں تو ہو

کرتے ہو داغ دور سے بتخانیکو سلام

ہاتھ میں تیرے ہوا اٹھا کے سایہ تیغ
تم نکالا دین کی عذار و زر جزا ہوئے

ہم نے تیغ کیوں میں کھا تک تو بھی لگی
کوئی دل تنگ کرد اہل وفا ہوئے

آنکھ ملتی ہر کو دیں خاک حقیقت تما
دیکھا جا دو مرے ہوش بجا ہوئے

تم دل آزاد ہے رشک مسیحا لب سے
کم ہوئے دو وفا اور دوا ہوئے

صبر کی آنکہ نہ پہر دور سے نہ تم کہو
حرف مطلب کبھی صورت ادا ہوئے

کیا نہ آئینگا او سخن میں قتل کے
دست قاتل حنا او سے بنے ہوئے

تلف جہو تو تیغوں برا دو ہو
سیر کیا تو کوئی غنچہ بیا ہوئے

جب سنا داغ کوئی دم ہیں پیدا ہے
اور دس تنگ نے اشارے کہ بیچ ہوئے

ہی غضب تو سر جہے کہا کو تسلیم کیا
بچہ تنہا قتل ہے ہنر زباں سخن کم کیا

پاؤں کی تیری راہ میں گلی کیا ہے
سیکھوں آگے سر پر قدم اک کیا

چرخ سا اور تجھی کوں نہ دیے
جہکو دشمن ہیں وہ نہ داغ الم کیا

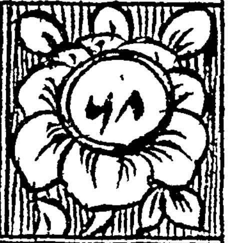
ہاتھ میں تیغ لیا کہیں سا غرو کو
دو لیو دو وجہ نہ روا دکی اور کیا

ناصح کی گفتگو سی ہوئین بدگمانیان
ایسا نہو رقیب کا در پردہ یار ہو
کرتا ہی اس ستے شکوۂ فرقت یہ لحاظ ہی
تصویر یار بھی نہ کہین شرمسار ہو
جہپکی جو آنکہ ہجر کی شب آئی یہ ندا
اے تنگ عشق مر گیا ہوشیار ہو
۶۹ یہ داغ پارسایی کی تہمت ہی اندنون
لاکہون گنہ ہو نہو وہی پرہیزگار ہو ۷

کل تک تو آشنا تہے مگر آج غیر ہو
دو دن مین یہ مزاج ہی آگے کو خیر ہو
مر جائین دونون پہر وغضب سے تو سیر ہو
تم ہو تمہارا گہر ہو نہ ہم ہون نہ غیر ہو
چاہین اگر وہ کافر دیندار مین سلوک
بتخانہ مین ہو کعبہ تو کعبہ مین دیر ہو
کیون دعوی رقیب سراپا نہو غلط
جب اسکی بات کا کوی سر ہو نہ پیر ہو
کیسا وصال کسکی تسلی کہان کا لطف
کچھ ہو نہو بلا سے مری دلکی خیر ہو
جیتی ہیں لو یہ خاک دل تلخکام کی
دنیا یہ زہر اسکو تمہیں جس سے بیر ہو
۷۰ دلی مین پہر الٰہی وہ تماشہ پہر آئی داغ
جن شخص سیکہ آئی وہ تو قیامت کی سیر ہو ۱۰

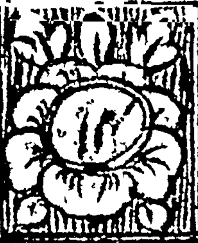
آہستہ اہی نشتر سے نجدا ہو دو
کوئی دم اور بہی آتش مین پڑا ہونے دو
کم نگاہی مین اشارا ہی اشارا مین حیا
پا نہو نیند و مجہے چین سی پا ہونے دو

بیمروت دل بیتاب سے ہو جاتا ہے — شیوہ خاص تم اپنا ہی سکھا دو مجھکو



تم بھی راضی ہو تمہاری بھی خوشی ہو کہ نہین

جیتے جی داغ یہ کہتا ہے شاد و مجھکو



کیون میری آہ سرد انہین ناگوار ہو — یہ وہ ہوا نہین جو کلیجے کے پار ہو

یون میرے ساتھہ دفن دل بیقرار ہو — چھوٹا سا اک مزار کے اندر مزار ہو

وعدے سے بیشتر یہ دعا مانگتا ہے — یارب مری قسم کا اوسے اعتبار ہو

ہم آدمی ہین کام کے اے ناصح شفیق — دیکھو ہمارے کام جہان اختیار ہو

دون اپنے دلکو رنج یہ شرط وفا نہین — اس سے اگر پھرون تو نہین کیا اعتبار ہو

تمکو تو شوخیون سے نہین چین ایک پل — مین جانتا ہون میرے لیے بیقرار ہو

تیرے غضب سے رتبہ قیامت کو ملا — یہ لاکھہ بار ہو وہ اگر ایکبار ہو

آسودگان خاک سے قاتل کو لاگ ہے — اے سونیوالو جاگ اٹھو ہوشیار ہو

اترا رہے ہین حشر کو وہ تیرے لطف پر — ایسا غضب نہ اے مرے پروردگار ہو

ایسے کو تو خدا کی قسم چھوڑنا ہے کفر — تمسا حسین ہو اور نہ دل بیقرار ہو

تمکو چاہا تو خطا کیا ہے بتا دو مجکو
دوسرا کوئی تو اپنا سا دکھا دو مجکو

کون ہوتا ہی کڑی بات کا سننے والا
گالیان تمکو سکھاوین یہ بتا دو مجکو

دل مرا ہاتھ مین لیتے ہی الگ پھینکدیا
مال ایسا یہ نہین لاؤ اوٹھا دو مجکو

باغ فردوس مین بھی بو سے وطن یاد رہے
عطر مٹی کا دم مرگ سنگھا دو مجکو

غیر کو دست حنائی نہ دکھاؤ دیکھو
گر لگانی ہے یہ مہندی تو لگا دو مجکو

تمکو تو حشر کے دن لاکھون مین پہچان لیا
مین بھلا کون ہون میرا تو پتا دو مجکو

وہ جو سوئی بھی شب وعدہ یہ کہکر سوئے
جب وہ آئے تو اوسی وقت جگا دو مجکو

اب خدا چاہی تو مین تمکو بچا ہون ہرگز
پھر یہ تقصیر ہو مجھسے تو سزا دو مجکو

زہر بھی وہ نہین دیتے مری قسمت دیکھو
جھوٹے منہ بھی جو کہون پان لگا دو مجکو

دلمین سو شکوۂ غم پوچھنے والا ایسا
کیا کہون حشر کے دن یہ تو بتا دو مجکو

مجکو ملتا ہی نہین مہر محبت کا نشان
تمنے دیکھا ہو کسی مین تو بتا دو مجکو

ہمدمو اونسے یہین کہہ جاونگا دلگی
دو گھڑی کے لیے دیوانہ بنا دو مجکو

دیکھ اے شام غریبی وہ مسافر مین ہون
جسکا گھر بار نہو جسکو وطن یاد نہو

ہے یہی حسن کی شہرت تو ہمارا ذمہ
کہ ترے کوچہ مین اک شہر جو آباد نہو

محو آرائش زینت ہی رہے آٹھ پہر
تجھکو اللہ کرے فرصت بیداد نہو

بدگمانی بھی محبت مین بُری ہوتی ہے
وہ یقین ہو مجھے جس بات کی بنیاد نہو

حشر تک اسکی بہارین نہ مٹینگی زاہد
کوچہ یار ہے یہ جنت شداد نہو

میری شامت کہ پڑھا قصہ شیرین مینے
مجھسے وہ کہتے ہین صاحب تمہین فرہاد نہو

آدمی وہ ہے جو چتون کا اشارا سمجھے
مجھکو معلوم ہوا اسنے سے کچھ ارشاد نہو

ہے مرے دلکی تباہی پہ تعجب کیا خوب
آپ برباد کرین جسکو وہ برباد نہو

اے وہ دشنام سہی خلعت عزت نہ سہی
جو عطا غیر کو ہو وہ مجھے امداد نہو

اوٹھ سکین اس نگہہ نازکی چوٹین کس سے
روبرو تیر سے جو آئینہ فولاد نہو

تم مکان بول نہلو غیر کے ہمسائے مین
آجتک وہ نہوا ہے کبھی آباد نہو

لاکھ گھاتین مین کہین ڈالکے پھنسالینگے
ہمین صیاد ہون اسکے جو وہ صیاد نہو

کوستے ہین وہ الٰہی کہ دعا دیتے ہین

ایسے کہاں نصیب کہ وہ بت ہو ہمکلام
ہم طور پر بھی جائیں تو کچھ گفتگو نہو

دست دعا کو ملتی ہے تاثیر عرش سے
جو ہاتھ سے ہو پانون سے وہ جستجو نہو

غش آنجائے دیکھ کے قاتل کو بعض ہون
نازک مزاج کا کہین ہلکا لہو نہو

ہی لاگ کا مزا دل بے مدعا کے ساتھ
تم کیا کرو کسیکو اگر آرزو نہو

یہ ٹوٹ کر کبھی نہ بنے گا کسی طرح
زاہد شکست توبہ شکست سبو نہو

۶۶

اے داغ آکے پھر گئے وہ اسکو کیا کرین
پوری جو نامراد تری آرزو نہو

۱۵

موت اوسکو جو تجھ سے ستم ایجاد نہو
مین تو مرجاؤن اگر لذت بیداد نہو

زلف وہ دام کہ جس دام سے آزاد نہو
آنکھ وہ چور کہ جس چور کی فریاد نہو

بات کا زخم ہی تلوار کے زخموں سے سوا
کیجیے قتل مگر منہ سے کچھ ارشاد نہو

غیر کا خون بہانا مری تربت پہ ضرور
آبرو دار کی مٹی کہین برباد نہو

ہائے وہ دل وہ کلیجہ مین کہان سے لاؤن
وصل مین شاد نہو ہجر مین ناشاد نہو

چھیڑ کے بعد ہے اب حرف تسلی کیسا
اوس سے فرمائیے جسکو وہ گھڑی یاد نہو

مجھکو جناب شیخ کی دعوت ضرور ہے
ایسی کہیں شراب ملے جس میں بو نہو

٦٥

مٹی کی سو تراش ہے تو ای داغ خوب ہے
معشوق کیا جو شوخ نہو خوش گلو نہو

١٦

ممکن نہیں کہ تیری محبت کی بو نہو
کافر اگر ہزار برس دل میں تو نہو

کیا لطف انتظار جو تو حیلہ جو نہو
کس کام کا وصال اگر آرزو نہو

محشر میں اور اوسنے مری دو بدو نہو
کہنے کی بات ہے جو کوی گفتگو نہو

قاتل اگر نہ شوخ ہو خنجر اگر نہ تیز
رگ رگ میں پھر ہمارا لہو نہو

خلوت میں مجھکو چین نہیں کسکا خوف ہے
اندیشہ کچھ نہو جو نظر چار سو نہو

سرخی ہی تیغ پر نہ حنا تیری ہاتھ میں
قاتل کہیں سفید عدو کا لہو نہو

وہ آدمی کہاں ہے وہ انسان ہی کہاں
جو دوست کا ہو دوست عدو کا عدو نہو

دل کو مسل مسل کے ذرا ہاتھ سونگھیے
ممکن نہیں کہ خون تمنا کی بو نہو

زاہد ہزار حیف ہے عذاب ثواب کا
دوزخ میں بادہ کش نہ جنت میں تو نہو

معشوق بحر اس سے زیادہ کوی نہیں
کیا دل لگی ہے جو تری آرزو نہو

دل داد خواہ ظلم جو اُسے کینہ جو نہو
کل عرصہ گاہ حشر مین پہر تو ہی تو نہو

عاشق سے کیون دلمین اور تیری آرزو نہو
اس باغ کا تو پہول ہو پہر اسمین بو نہو

کھٹکا ہوا ہون خار تمنا سے اسقدر
ڈرتا ہون یاس سے بھی کہین آرزو نہو

لیتو چلا ہی ناصح نادان پیام وصل
مین شرط باندہتا ہون جو بی آبرو نہو

ای دردِ عشق خانۂ دل گہر ترا ہی
آباد یہ مکان تو جب ہو کہ تو نہو

اس فکر مین کچہہ اون سے نہ ہم بات کر سکے
یہ گفتگو نہو کہین وہ گفتگو نہو

یہ رنگ دیکہکر نکرونگا یقین کبہی
جبتک عدو کے خون کی خنجر مین بو نہو

اک تیری دوستی سے ہوی سب مین دشمنی
گر یہ نہو تو کوئی کسیکا عدو نہو

بخشے ہی جائین شرم حضوری سے اگر جرم
دنیا مین کیا کرین جو خدا روبرو نہو

ہم بادہ نوش پاؤن نہ رکہین بہشت مین
جبتک ہمارے سامنے جام و سبو نہو

چاکِ دلِ رقیب کی جب وہ رفوگر سیے
پہلے یہ دیکہہ لیجیے پہلا رفو نہو

خدا کرے کہ غلط ہو مرا گمان
جو مین سمجہہ رہا ہون وہ ایکاش تو نہو

شک ہی کہ غالب ہجر ان سے ہوا اسلیے
جو مجہکو ہی رقیب کو وہ آرزو نہو

تیرے خنجر سے بھی تو اے قاتل
نوک کی نوجوان سے لیتے ہین

اپنے بسمل کا سر ہے زانو پر
کس محبت سے جان لیتے ہین

یہ سنا ہے مرے لیے تلوار
اک مروت سے مہربان لیتے ہین

یہ نکہہ ہمسے تیرے منہ مین خاک
اسمین تیری زبان سے لیتے ہین

کون جاتا ہے اوس گلی مین جب
دور سے پاسبان سے لیتے ہین

منزل شوق طے نہین ہوتی
ٹھیکیان ناتوان سے لیتے ہین

کر گذرتے ہین ہو بری کہ بھلی
دل مین جو کچھ وہ ٹھان لیتے ہین

وہ جھگڑتے ہین جب رقیبون سے
بیچ مین مجھکو سان لیتے ہین

ضد ہر اک بات پر نہین اچھی
دوست کی دوست مان لیتے ہین

مستعد ہوکے یہ کہو تو سہی
آئیے امتحان لیتے ہین

۶۴ داغ بھی ہے عجیب سحر بیان ۱۵
بات جسکی وہ مان لیتے ہین

ردیف واو

ایک ساغر پہ ہے اپنی زندگی
رفتہ رفتہ اس سے بھی کم کیا کرین

کر چکے سب اپنی اپنی حکمتین
دم نکلتا ہے وہ ہمدم کیا کرین

دل نے سیکھا شیوۂ بیگانگی
ایسے نامحرم کو محرم کیا کرین

معرکہ ہے آج حسن و عشق کا
دیکھیے وہ کیا کرین ہم کیا کرین

تندخو ہے کب سنے وہ دل کی بات
اور بھی برہم کو برہم کیا کرین

آئنہ ہے اور وہ ہین دیکھیے
فیصلہ دونون یہ باہم کیا کرین

۶۳ ۱۶

کہتے ہین اہل سفارش مجھ سے داغ
تیری قسمت ہے بری ہم کیا کرین

صاف کب امتحان لیتے ہین
وہ تو دم دیکے جان لیتے ہین

یون ہے منظور خانہ ویرانی
مول میرا مکان لیتے ہین

تم تغافل کرو رقیبون سے
جاننے والے جان لیتے ہین

پھر نہ آنا اگر کوئی بھیجے
نامہ بر سے زبان لیتے ہین

اب بھی گر پڑکے ضعف سے نالے
ساتوان آسمان لیتے ہین

فریاد کئے فرقت میں بہت چلا چلا کے
کیسی ہو جو آجائے اثر اسکی دعا میں

سنتے ہیں وہ عشاق کی آہیں پس دیوار
پھر یہ بھی شکایت ہے اگر گرمی ہے ہوا میں

تو دوست ہے کس طرح نہ لیں تیری بلائیں
ہم کو دیا کرتے ہیں دشمن کی بلائیں

کب یہ دل وابستہ ہوا بار نزاکت
ہاں ایک گرہ اور بڑھی زلف دوتا میں

اس دام سے چھٹنا کوئی آسان ہے ظالم
تو دلمیں ہے دل زلفمیں ہے زلف بلا میں

ہے بعد فنا بھی وہ تباہی کہ سر خاک
تھوڑی سی اڑی زمیں پر کہ بستی ہے ہوا میں

کیا ہاتھ اوٹھائی ہے نہ اوٹھیگی قیامت
بس جان لو تم فیصلہ ہے اسکی دعا میں

کرتے نہیں کچھ اور سنا کرتے ہو سبکی
تمکو تو مزا آنے لگا شرم و حیا میں

افسوس گلا کاٹ سکے مر بھی نسکے ہا ہم
مصروف رہے ہاتھ شب ہجر دعا میں

۶۲

تھے اوس بت ہوش کے بہت چاؤ
انگشت نما داغ ہوا ساری سبھا میں

دل گیا تمنے لیا ہم کیا کریں
جانے والی چیز کا غم کیا کریں

بیٹھے مر کر ہجر میں پائی شفا
ایسے اچھے کا وہ ماتم کیا کریں

کچھ آنے لگا جب سے اثر آہ رسا میں ‌ ‌ دل اور ہوا میں ہے جگر اور ہوا میں

تمکین تری شوخی میں تو شوخی ہے حیا میں ‌ ‌ غمزہ ترے انداز میں ناز ادا میں

دو ہاتون کی فریاد ہے درگاہ خدا میں ‌ ‌ رحم آئے ترے دلمیں اثر میری دعا میں

اغیار نہ روکیں مجھے احباب تہا میں ‌ ‌ ملجائے مگر دست سبو لغزش پا میں

اے نامہ بر اوس بت کی وہی راہ گذر ہے ‌ ‌ سجدہ کا نشان جسکے ہو نقش کف پا میں

آنکھیں تری بیمار ہوئیں شرم و حیا سے ‌ ‌ زلفیں ہیں گرفتار مرے دل کی بلا میں

اللہ وہ نہیں تو نظر بد سے بچانا ‌ ‌ بن ٹھن کے وہ بیٹھے ہیں مرے اہل عزا میں

کھینچا ہے کسی ہاتھ نے کیا دامن دل کو ‌ ‌ جب بھول کے رکھا ہے قدم راہ خدا میں

کیوں دور ہو اے چارہ گر آزار ہمارا ‌ ‌ کچھ روح مسیحا تو نہیں تیری دوا میں

تھا عقدہ کشا کون کہ ہو جیب میں دیکھو ‌ ‌ ٹوٹے ہوئے ناخن گرہ بند قبا میں

آنکھیں تری ملوون ملیں کسنے پہ وصل ‌ ‌ دو پھول سے نرگس کے بنے ہیں کف پا میں

دیتے ہو مجھے گریہ بے صرفہ کے طعنے ‌ ‌ تم ڈوب گئے نا عرق شرم و حیا میں

۵۸ ۱۱

داغ پابند قفس ہوں نہیں کچھ کر سکتا
دام صیاد سے میں چھوٹ کے جاؤں تو کہوں

جو پری ہو نہ صحرا میں جو نکہری ہو گلشن میں
گریباں میں گریباں ہے نہ وہ دامن ہے دامن میں

قیامت کی تجلی ہے تمہارے روئے روشن میں
مجھے ڈر ہے کہ دیکھو آگ لگ جائے نہ چلمن میں

تمہارے واسطے میں غیر کو تنہا چھوڑونگا
سمجھ لینا کہ وہ مر کر گڑیں ایک مدفن میں

کسی کے خوف سے بھی کھل کر رویا نہیں جاتا
کہ جو آنسو ٹپکتا ہے چھپا لیتا ہوں دامن میں

کمند گوسوا الگ غش و خطرے کا نہ کر نکلی
اگر تخم محبت اگنے بھی ہو سارے خرمن میں

مسخر کر لیا آخر کو بنگالے کے جادو نے
بڑا بول آگے آیا ہم جو بولے تھے لڑکپن میں

مگر جب سے کہ اس لندن سے ہوں چپکی پڑی ناگن
ہمارا ہاتھ سینے پر تمہارا ہاتھ گردن میں

کبھی ہم جشن دیکھے گھر کی آبادی نہیں جاتی
اگر کوئی نہ ہو تو خانہ ویرانی ہے مسکن میں

بنایا ہے جو تعلیم دیکے اپنے مطلب کا
بھلا کیونکر نصاری جیسے پیدا ہوں دشمن میں

نئے گل پھولتے ہیں کیا نرالے رنگ کے گلشن میں
بہاریں جو تمہیں محفل میں ہیں کب ہیں گلشن میں

غصے سے داغ یہ دن رات سیہ گذرے
بسرت لوں

درد دل کا کوئی پہلو جو لگاؤں تو کہوں — اپنی روٹھے ہوئے دلبر کو مناؤں تو کہوں

زہر سے کم نہیں احباب کے طعنے مجھکو — جو ہے دل میں اوسے دیوانہ بناؤں تو کہوں

پوچھتے ہیں کیا ہو یہ کیسا ہی کتابی چہرا — پہلے میں ہاتھ میں قرآن اوٹھاؤں تو کہوں

جو مرے دل میں ہے کہتے ہوئے بھی ڈرتا ہے — گر نہ گھبراؤں تو کہوں پاؤں دباؤں تو کہوں

سنئے جو بات ہے اوس تیغ ادا کی لذت — سامنے خضر و مسیحا کو بٹھاؤں تو کہوں

شب ہجراں میں جو کچھ اس پہ ہوئی ہیں باتیں — تیری تصویر کو سینے سے لگاؤں تو کہوں

یک بیک سن کے مرا حال وہ گھبرا جائینگے — ہمنشیں میں انہیں یا تو کہیں لگاؤں تو کہوں

ہیں ہوس پیشہ بہت بد بہت افسانہ ہی راز — دلکو تو پاؤں تو کہوں دلکو سنبھالوں تو کہوں

رات بھر ہجر میں جاگا ہوں میں اے داور حشر — حال ان کو بھی گھڑی آنکھ لگاؤں تو کہوں

تمکنت شرم کی غیر کے سنتے ہی گرا لوگے — پہلے دو چار گواہی کو بلاؤں تو کہوں

[illegible] — دیدۂ تر سے دل مضطر کو ہٹاؤں تو کہوں

[illegible] — کیا لیا ان سے عشق و محبت کو سناؤں تو کہوں

تلاش منزل مقصد کی گردش اوٹھہ نہیں سکتی
مگر کچھ سست ہو کے رستے میں ہم رہزن سے بیٹھے ہیں

یہ جوشش گریہ تو دیکھو کہ جب فرقت میں رویا ہوں
در و دیوار اک پل میں مرے مسکن کے بیٹھے ہیں

نگاہ شوخ و چشم شوق میں در پردہ چھنتی ہے
کہ وہ چلمن میں ہیں نزدیک ہم چلمن کے بیٹھے ہیں

یہ اوٹھنا بیٹھنا محفل میں اونکا رنگ لائے گا
قیامت بن کے اوٹھیں گے بھبھوکا بن کے بیٹھے ہیں

کسیکی شامت آئیگی کسیکی جان جائے گی
کسیکی تاک میں وہ بام پر بن ٹھن کے بیٹھے ہیں

قسم دیکر اونھیں سے پوچھہ لو تم رنگ ڈھنگ اونکے
تمہاری بزم میں کچھہ دوست بھی دشمن کے بیٹھے ہیں

کوئی چھینٹا پڑے تو داغ کلکتے چلے جائیں

ہمارے سامنے بیٹھا ہیں وہ دشمن کے بیٹھے ہیں

یہ گستاخی یہ چھیڑ اچھی نہیں ہے اے دل ناداں

ابھی پھر روٹھ جائیں گے ابھی وہ من کے بیٹھے ہیں

اثر ہے جذبۂ الفت میں تو کھنچ کر آ ہی جائیں گے

ہمیں پروا نہیں ہم سے اگر وہ تن کے بیٹھے ہیں

سبک ہو جائیں گے گر جائیں گے وہ بزم دشمن میں

کہ جب تک گھر میں بیٹھے ہیں وہ لاکھوں من کے بیٹھے ہیں

فسوں پڑھ کے دعا سے ایسا کر نہیں سکتا

وہ کچھ پڑھتے ہوئے آگے مرے مدفن پہ بیٹھے ہیں

پرستش کر رہا ہوں میں جیسے یہ میں نے خواب دیکھا ہے

کہ آپ آنسو بہاتے سامنے دشمن کے بیٹھے ہیں

کھٹکتے ہوں زیر لحد بھی وہ نہ دم لینے کو دم بھر بھی

جو حسرت تماشا تیرے سایۂ دامن کے بیٹھے ہیں ❊

ادہر تو کوئی نہین جس سے آپ ہین مصروف
ادہر کو دیکھیے ہم عرض حال کرتے ہین

یہی ہے فکر کہ ہاتھ آئے تازہ طرز ستم
یہ کیا خیال ہے وہ کیا خیال کرتے ہین

وہان فریب و دغا مین کمی کہان توبہ
ہزار چال کی وہ ایک چال کرتے ہین

نہین ہے موت سے کم اک جہان کا جینا
جناب خضر یہ نہین انتقال کرتے ہین

چھری نکالی ہے مجھ پر عدو کی خاطر سے
پرائے واسطے گردن حلال کرتے ہین

یہان شوق وہ ناوان مدعا بار یک
اونھین جواب بتا کر سوال کرتے ہین

۵۴ ١٦

ہزار کام مزے کے ہین داغ الفت مین
جو لوگ کچھ نہین کرتے کمال کرتے ہین

بھوین تنی ہین خنجر ہاتھ مین ہے تنکے بیٹھے ہین
کسی سے آج بگڑی ہے کہ وہ یون بنکے بیٹھے ہین

دلون پر سیکڑون سکّے ترے جوبن کے بیٹھے ہین
کلیجون پر ہزارون تیر اس چتون کے بیٹھے ہین

الٰہی کیون نہین اوٹھتی قیامت ماجرا کیا ہے

ہفت افلاک میں لیکن نہیں کھلتا یہ حجاب
کون سا شمس عشاق ہے ان ساتونمین

اور سنیے ابھی رندونسے جناب واعظ
چلدیے آپ تو دوچار ہی صلواتونمین

ہمنے دیکھا انہیں لوگونکو تر دامن پھرتے
جنکی شہرت تھی یہی گر نہ ان باتونمین

کھیجے دیتا ہے انہیں عشق متاع دل و جان
ایک سرکار لٹی جاتی ہے سوغاتونمین

دل کچھ آگاہ تو ہو شیوہ عیاری سے
اسلیے آپ ہم آتے ہیں تری گھاتونمین

وصل کیسا وہ کسیطرح بہلتے ہی نہ تھے
شام سے صبح ہوئی اونکی مداراتونمین

وہ گئے دن جو رہے یاد بتونکی ہی وداع
رات بھر اب تو گذرتی ہے مناجاتونمین

٥٢ — ١٢

نگاہ پھیر کے عذر وصال کرتے ہیں
مجھے وہ اولٹی چھری سے حلال کرتے ہیں

زبان قطع کرو دلکو کیون جلاتے ہو
اسی سے شکوہ اسی سے سوال کرتے ہیں

نہ دیکھی نبض نہ پوچھا مزاج بھی تمنے
مریض غم کی یونہیں دیکھ بھال کرتے ہیں

مری مزار کو وہ ٹھوکر و نسے ٹھکرا کر
فلک سے کہتے ہیں یون پائمال کرتے ہیں

پس فنا بھی مری روح کانپ جاتی ہے
وہ یون ستم سے جو آنکھونکو لال کرتے ہیں

راہ پر اونکو لگا لائے تو ہین باتونمین
یہ بھی تم جانتے ہو چند ملاقاتونمین
غیر کے سر کی بلائین جو نہین لین ظالم
اور کہل جائینگے دو چار ملاقاتون مین
ابر رحمت ہی برستا نظر آیا زاہد
آزمایا ہے تمہین ہمنے کئی باتونمین
یارب اوس چاندسے ٹکڑیکو کہان سی لاؤن
کہ مرے قتل کو بھی جان نہین ہاتہونمین
تمہین انصاف سے ای حضرت ناصح کہدو
خاک ورتے کبھی دیکھی نہ خرا باتونمین
دور کر دست دعا ساتھہ دعا کے جاتی
روشنی جسکی ہوان بارون بہری راتونمین
کیا قیامت ہی اوس بار ان بہری کی حسرت
لطف اون باتونمین آتا ہی کہان باتونمین
جلوۂ یار سے جب بزم مین غش آیا ہی
ہائے پیدا نہوی پاؤن مرے ہاتونمین
ایسی تقریر سنی تھی کبھی شوخ و شریر
ایک شب جسکو میسر نہو سو راتونمین
عہد جمشید مین تھا لطف جو ابر و ہوا
تو قدیمون نے سنبھالا ہے مجھے باتونمین
ہمسے انکار ہوا غیر سے اقرار ہوا
تیری آنکھون کے بھی فتنے ہین تری باتونمین
کب یہ معشوق تھے اوسوقت کی برساتونمین
فیصلہ خوب کیا آپنے دو باتونمین

غیر کا حال چھپائیے کوئی چھپتا ہے
گو کسی وجہ سے مین آپکے منہ پر نکہون

غیر کے واسطے دیدار بھی ہے داد بھی ہے
کس طرح گھر کو ترسے عرصۂ محشر نکہون

۵۱ ابھی کچھ منہ سے نکالا تو تمہین جانوگے ۹
داغ پھر مجھکو نکہنا جو برابر نکہون

پھنسی ہوئی ہے یہ گردن بتون کے پھندون مین
چھڑا دے کوئی ہو اتنا خدا کے بندون مین

جنون کی خانہ خرابی ہے اب کہان صحبت
پھنسا ہوا ہے یہ نراٹ گھر کے دھندون مین

اوسی سے ہوتی ہین انداز بے نیازی کے
جو ہے قدیم تمہارے نیازمندون مین

اوڑا جو لیکے خطِ شوق ہو گیا عنقا
وہ تیز پر ہے کبوتر مرا پرندون مین

نکلنے جائی کہان دل تمہاری زلفون سے
پھنسا ہے ایک یہ نخچیر دو کمندون مین

خدا کا ذکر تو اوس بت کے سامنے کرتے
مگر وہ ایکہی کافر ہے خودپسندون مین

نکال لیتے ہین رو رو کی ہم بھی دل کا بخار
جو بیٹھ جاتے ہین دو چار دردمندون مین

چڑھا دی نیزے پہ سر میرا کاٹکے قاتل
کہ یہ شہید بھی نامی ہو سربلندون مین

ہوئی ہے داغ محبت مین تھوڑی بدنامی

اور سنئے مجکو سمجھاتے ہین وہ
ڈھنگ یہ خانہ خراب اچھے نہین

کوئی بزم وعظ سے کہتا گیا
ایسے جلسے بے شراب اچھے نہین

توبہ کر لین ہم مے و معشوق سے
بیمزا ہین یہ ثواب اچھے نہین

۵۰ اک نجومی داغ سے کہتا تھا آج
آپکے دن ایجناب اچھے نہین ۱۱

کیا کہون تجھکو جو بے مہر و فسونگر نہ کہون
جسکو دنیا کہے اوس بات کو کیونکر نہ کہون

سنگدل کہنے سے تو آپ برا مان گئے
یہ جو کچھ سینے پہ ہے اسکو بھی پتھر نہ کہون

فائدہ کیا جو کہون تم سے مصیبت اپنی
سامنے داور محشر کے یہ دفتر نہ کہون

مہربانی سے کسی شخص نے پوچھا ہے مزاج
سخت مشکل ہے کہ حال دل مضطر نہ کہون

چھیڑ کر حال عدو چھیڑ سے چپ چاپ ہون
یہ کہین پھر کہ نہین اسکو مکرر نہ کہون

بات کہنے کا مزا کیا جو غلط تم سمجھو
گر یقین ہو تو کہون گر نہ ہو باور نہ کہون

میری شامت ہے کہون آپکا گر اپنا مزاج
اوسکو بگڑا ہی ہین اپنا مقدر نہ کہون

دلکی تاکید ہے پھر حال نہین پاس وفا
کیا ستم ہے کہ ستمگر کو ستمگر نہ کہون

اونکا ہی مدعا تھا مرا مدعا نہ تھا
پر کیا کرون کہ وہ تو مری مانتے نہین

تن جائیں سب گے جو سامنے آئیگا آئینہ
دیکھین تو کسطرح وہ مجھے پہچانتے نہین

نکلا ہے جو زبان سے اوسکو نباہیے
ایسی جو وہ اپنے دلمین کبھی ٹھانتے نہین

جب دیکھتے ہو مجھکو چڑھاتی ہو آستین
دامن عدو کے قتل پہ گردانتے نہین

۷۹ کیا مرا ہی نے کہا تھا جو ایسے بگڑ گئے
عاشق کی بات کا تو برا مانتے نہین ۱۱

پردے پردے مین عتاب اچھے نہین
ایسے انداز حجاب اچھے نہین

میکدے مین ہو گئے چھپ چھپ کے یون
آج کچھ مست شراب اچھے نہین

جب سوال وصل پر کہتا ہون چھند
ڈر کے دیتے ہین جواب اچھے نہین

ڈالے رشیدا کہے تم غیر کو
اوسکی جانب یہ خطاب اچھے نہین

اے فلک کیا ہے زمانیکی بساط
دمبدم کے انقلاب اچھے نہین

صورت اچھی ہے تو سیرت ہی بری
اپنے معشوق انتخاب اچھے نہین

تو بھی اوسکی زلف پیچان ہو گیا
اے دل ایسے پیچ و تاب اچھے نہین

بتونکو محرم اسرار تونے کیون کیا یارب
کہ یہ کافر ہر اک خلوت سرائے دلمین رہتے ہین

فلک دشمن ہو اگر دشمن دونکو جب ملی راحت
زیادہ راہ سے کھٹکے مجھے منزل مین رہتے ہین

تن آسانی کہان تقدیر مین ہم دل گرفتونکے
خدا پر خوب روشن ہے کہ جس مشکل مین رہتے ہین

رہی پیر مغانکے پاس کیونکر شیخ مصنوعی
جو رہتے ہین تو کامل صحبت کامل مین رہتے ہین

ہمین دشوار جینا عار ہمکو قتل کرنیسے
بڑی مشکل مین کہتے ہو بڑی مشکل سے رہتے ہین

۴۸
کوئی نام و نشان پوچھے تو اے قاصد بتا دینا
تخلص داغ ہے وہ عاشقونکے دلمین رہتے ہین
۱۱

یہ کیا کہا کہ داغ کو پہچانتے نہین
وہ ایک ہی تو شخص ہے تم جانتے نہین

بدعہد یونکو آپکی کیا جانتے نہین
کل مان جائینگے ابھی ہم مانتے نہین

وعدہ ابھی کیا تھا ابھی کھائی تھی قسم
کہتے ہو پھر کہ ہم تجھے پہچانتے نہین

چھوٹیگی حشر تک نہ یہ مہندی لگی ہوئی
تم ہاتھ میرے خون مین کیون سانتے نہین

مہر و وفا کا لب ونہین آتا ہے اعتبار
جبتک کسے وہ خوب طرح چھانتے نہین

سرباز و جان نثار محبت وہ ہین دلیر
رستم بھی ہو تو کچھ اسے گردانتے نہین

بتان ماہوش اوجڑی ہوئی منزلمین رہتے ہین
کہ جسکی جان جاتی ہے اوسیکے دلمین رہتے ہین

ہزارون داغ پنہان عاشقون کے دلمین رہتے ہین
شرر تصویر کیصورت آنکی آب و گل مین رہتے ہین

زمین پر پانون نخوت سے نہین رکھتے پری پیکر
یہ گویا اس مکان کی دوسری منزلمین رہتے ہین

محبت مین مزا ہے چھیڑ کا لیکن مزے کی ہو
ہزارون لطف ہر اک شکوہ باطل مین رہتے ہین

خدا رکھے بہت سے ہین کہ جنکو ہوش کب آئے
تڑپتے لوٹتے ہم کوچہ قاتل مین رہتے ہین

ہزارون حسرتین وہ ہین کہ روکے سے نہین رکتین
بہت ارمان ایسے ہین کہ دلکے دلمین رہتے ہین

یہانتک تھک گئے ہین چلتے چلتے تیری ہستی سے
کہ اب چھپ چھپکے ناوک سینہ بسمل مین رہتے ہین

نہ دیکھے ہونگے رندون سے بھی تونے پاک اے زاہد
کہ یہ بیداغ مینخانے کے آب و گل مین رہتے ہین

محیط عشق کی ہر موج طوفان خیز ایسی ہے
وہ ہین گرداب مین جو دامن ساحل مین رہتے ہین

خدا رکھے محبت نے کیے آباد دونو گھر
مین اونکے دلمین رہتا ہون وہ میرے دلمین رہتے ہین

جو ہوتی خوبصورت تو نہ چھپتی قیس سے لیلے
مگر ایسے ہی ویسے پردہ محمل مین رہتے ہین

ہمارے سایہ سے بچتا ہے ہر اک بزم مین اوسکے
ہمین دیکھو کہ ہم تنہا بھری محفل مین رہتے ہین

سراغ مہر و الفت غیر کے دلمین نپاؤگے
عبث وہ ابتدا سے سعی بیحاصل مین رہتے ہین

تمہارے ناپائدار وعدے تمہاری شلے اعتبار باتین
مرے جنازے پہ کیون وہ آئے کہ اولٹے طعنے مجھے سنانے
کہا کیے جو زبان پر آیا سنا کیے سوگوار باتین
فسانۂ دردوغم سُنایا تو بولے وہ جھوٹ بولتا ہے
سُنی ہوئی ہے بہت کہانی نہ ہمسے ایسی بگھار باتین
مزا تو اوسوقت جھوٹ سچ کا کھلے کہ ہے کون اسمین سچا
خدا کے آگے مرے تمہارے اگر ہون روزِ شمار باتین
ابھی سے ہے کچھ اوداس قاصد ابھی سے ہے بدحواس قاصد
سنبھل سنبھل کر سمجھ سمجھ کر کریگا کیا بیقرار باتین
تمہاری تحریر مین ہے پہلو تمہاری تقریر مین ہی جادو
پھنسے نہ کسطرح دل ہمارا جہان ہون یہ پیچدار باتین
بری بلا ہے یہ داغ پرفن تم اسکو ہرگز نہ منہ لگانا
وگرنہ ڈھب پر لگا ہی لیگا سنین اگر اسکی چار باتین

مجال کسکی ہے اسے ستمگر سنائے جو تجھکو چار باتین
بھلا کیا اعتبار تو نے ہزار سنہ ہین ہزار باتین

رقیب کا ذکر وصل کی شب پھر اسپہ تاکید ہے کہ سنیے
تمہین تو اک داستان ٹھہری ہمین یہ ہین ناگوار باتین

انہین نہ کیون عذر درد سر ہو جب اس طرح کا پیام آئے
غضب کیا عمر بھر کی اُسنے تمام کین ایکبار باتین

جو کیفیت دیکھنی ہے زاہد تو چلکے تو دیکھ میکدے مین
بھٹک بھٹک کر مزے مزے کی سنائینگے بادہ خوار باتین

نگاہین دشنام دے رہی ہین ادائین پیغام دے رہی ہین
کبھی نہ بھولینگے حشر تک ہم رہینگی یہ یادگار باتین

بہل ہی جائیگا دل ہمارا کہ ہجر کی شبکو رحم کہاکر
تمہاری تصویر بول اوٹھیگی کریگی جب بے اختیار باتین

ہمارے سر کی قسم کہاؤ قسم سے ہے ہمکو یقین نہوگا

اسکی شرارتین بھی قیامت سے کم نہین
دل تجھسے پڑھکے ہی کسی صورت سے کم نہین

اندوہ و درد و یاس و غم و رنج اپنے پاس
جو کچھ ہے وہ تمہاری عنایت سے کم نہین

دنیا مین ان بتون نے جلایا ہمین سدا
دوزخ بھی میرے واسطے جنت سے کم نہین

مژگان نے تیری چاک کیا عاشقون کا دل
وحشت زدہ بھی کیا تری وحشت سے کم نہین

وہ لذت وصال سے لیتے ہین جان و دل
یہ مہربانیان بھی عداوت سے کم نہین

کیا ماجرا کہون دل امیدوار کا
اک آرزو ہزار مصیبت سے کم نہین

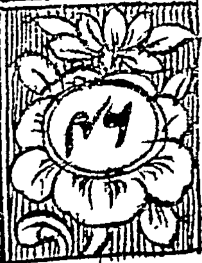
یہ ناز یہ نگاہ یہ چہل بل یہ شوخیان
تم اوس سے بھی سوا ہو قیامت سے کم نہین

اوسکا ثواب لوٹنے والے ہمین تو ہین
نظارہ میکدہ کا عبادت سے کم نہین

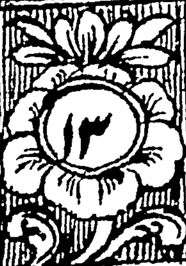
ہر شام ہی سے وصل مین تکتو تلاش صبح
یہ انتظار بھی مری حسرت سے کم نہین

وہ اپنے دلمین خوش ہون یہ باتین کہہ اور
شکر جفا وگرنہ شکایت سے کم نہین

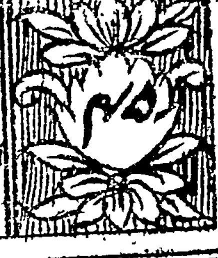
خون جگر کبھی نکرون گا تمام عمر
جو رزق ملگیا مری قسمت سے کم نہین



تو نے دیا فروغ تو ہے داغ آفتاب
ذرہ بھی ورنہ اوسکی حقیقت سے کم نہین



نالہ بیساختہ قاصد کی زبان سے نکلا | کوئی رکتا ہے جسے تیر قضا کہتے ہیں
اوسکے ہاتھوں سے یہی ذلت و خواری ہوگی | غیر ایسی تو خبر لیں مجھے کیا کہتے ہیں
سخن شاہ و گدا انسے خالی نستا | وہ دعا کرتے ہیں سکو دعا کہتے ہیں
ہیں گنہگار اگر عشق مجازی ہے گناہ | ہیں خطاوار اگر اسکو خطا کہتے ہیں
دعوی مہر و وفا اونکی زبان پر آیا | اور سنیے کہ وہ میرا ہی کہا کہتے ہیں
کوئی خوبی نظر آتی نہیں تجھمیں ظالم | اے فلک تیری صدی عیب بجا کہتے ہیں
وقت ملنے کا جو پوچھا تو کہا کہدینگے | غیر کا حال جو پوچھا تو کہا کہتے ہیں
چوٹ کھانے سے جو دل ٹوٹ گیا ہے اپنا | لوگ اوسکو بھی ترا عہد وفا کہتے ہیں
نہیں ملتا کسی مضمون سے ہمارا مضمون | طرز اپنا ہے جدا سب سے جدا کہتے ہیں
کیا سناتے ہو کہ ہم قتل کرینگے تجھکو | اسکو ہم مژدۂ اندوہ ربا کہتے ہیں
شکوۂ ہجر پہ اوس شوخ نے مجھکو لکھا | جو سنے ہیں کہیں انکی اسکو جدا کہتے ہیں



پہلے تو داغ کی تعریف ہوا کرتی تھی
اب خدا جانے وہ کیوں اوسکو برا کہتے ہیں



مرے دل کی کیونکر ہو پامالی
گلے شکوے جھوٹے بھی سچے کس منہ سے
نگہ کو جگر زلف کو دل دیا ہے
رہی چپ نہ ہم بھی دم عرض مطلب
فرشتے بھی دیکھیں تو کھل جائیں آنکھیں

بہت سے ہمیں ارمان آئے گئے ہیں
ہم الزام و تہمت کھائے گئے ہیں
یہ دونوں ٹھکانے لگائے گئے ہیں
وہ اک ایک کے سو سو سنائے گئے ہیں
بشر کو وہ جلوے دکھائے گئے ہیں

۴۲

چلو حضرت داغ کی سیر دیکھیں
وہاں آج وہ بھی بلائے گئے ہیں

۱۸

بت کو بت اور خدا کو جو خدا کہتے ہیں
ہم تصور میں بھی جو بات ذرا کہتے ہیں
کچھ تمہارے لب اعجاز نما کہتے ہیں
سب مجھے شیفتہ ناز و ادا کہتے ہیں
جو بھلے ہیں وہ بروں کو بھی بھلا کہتے ہیں
بزم احباب میں سے ناب و جمال معشوق

ہم بھی دیکھیں تو اسے دیکھ کے کیا کہتے ہیں
سب یہیں اٹھ جاتی ہے ظالم اسے کیا کہتے ہیں
پر سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا کہتے ہیں
تم تو کہتے ہی نہیں پھر اسے کیا کہتے ہیں
غیر سنتے ہیں اچھے نہ برا کہتے ہیں
اب کسی شے میں نہیں جسکو مزا کہتے ہیں

دلسے موافقت ہی نہ دلبر سے اٹھا سکی
شعلے لاگ ہیں کسی سے نہیں کچھ ساز ہم

رہ گئی فقط شریک دعا ایک بیکسی
میت پہ اپنی آپ پڑھینگے نماز ہم

انسان کی مجال یہ طاقت بشر کی ہے
تم جانتے ہو جیسے اوٹھاتے ہیں ناز ہم

دل کی بری بھلی کو سمجھ لے پیامبر
کیا وصل میں کہ اسکے نہیں ہیں مجاز ہم

واعظ یہی نہ کہدے کہ سید ابھی سے ہونگے
دنیا میں آئیں اور رہیں پاکباز ہم

اسمیں کبھی کوئی بھید ہے تم جانتی نہیں
کہتے ہیں ایک ایک سے کیوں دلکے راز ہم

جب سنتے ہیں کہ آپ پہ جار مر گئے
دلواتے ہیں رقیبوں کی اپنی نیاز ہم

وہ دن گئے کہ داغ تھی ہر دم بتوں کی یاد
پڑھتے ہیں پانچ وقت کی ابتو نماز ہم

ردیف نون

شب وصل بھی لب پہ آ گئے ہیں
یہ نالے بہت سنہ لگائے گئے ہیں

خدا جانے ہم کسکے پہلو میں ہونگے
عدم کو سب اپنے پرائے گئے ہیں

وہی راہ ملتی ہے چل پھر کے ہمکو
جہاں خاک میں دل ملائے گئے ہیں

چاہ کا نام جب آتا ہے بگڑ جاتے ہو
وہ طریقہ تو بتا دو تمہیں چاہیں کیونکر

جب وہ آنکھوں میں سمائے مرے دل میں آئے
بند ہوں ناصح نافہم یہ راہیں کیونکر

شرم سے آنکھ ملاتی نہیں دیکھا اونکو
پار ہوتی ہیں کلیجے سے نگاہیں کیونکر

دردمندوں سے کہیں ضبط فغاں ہوتا ہے
چپکے چپکے ترے بیمار کراہیں کیونکر

یہ چلن کسنے سکھائے یہ طریقے کسنے
آگئیں جور و جفا کی تمہیں راہیں کیونکر

لالہ و گل کو جو دیکھا تو کہا مجنوں نے
سر پہ کانٹو نکلے ہوئیں سرخ کلاہیں کیونکر

غیر کی چاہ کا دم بھرتے ہو تم کیا جانو
نالے کس طرح کیا کرتے ہیں آہیں کیونکر

داغ وہ چاہتے ہیں غیر کو چاہیں یہ بھی
جو برا چاہے ہمارا اوسے چاہیں کیونکر

ردیف میم

محشر میں بھی کسی کے اوٹھائینگے ناز ہم
ایسے نیاز مند ہیں اسکے نیاز ہم

چاہیں نہ پادشاہ سلیماں سے تخت و
مانگیں نہ مسیح و خضر سے عمر دراز ہم

کیا کیا بہانے موت سے کرتے ہیں رات دن
تجھسے زیادہ ہجر میں ہیں حیلہ ساز ہم

حسرت تہی تری تیغ سے فا واز زیادہ
نکلی نہ دل عاشق دلگیر سے باہر

کہتے ہین مری قبر پہ پتھر بھی دیکھین تو
یہ مردہ نکالو کسی تدبیر سے باہر

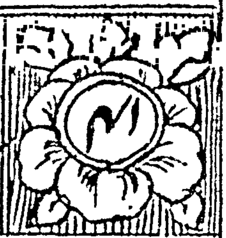
اسی صید فگن دل مین کھٹکتا رہی پیکان
سوفار رہے سینۂ نخچیر سے باہر

اوس تیغ نگہ سے وہ ادا ہوتی ہی ظاہر
شمشیر نکل آتی ہے شمشیر سے باہر

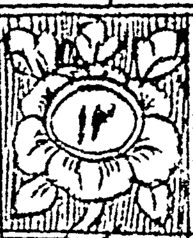
دل ناوک مژگان تو جگر تیر نگہ نے
اس تیر سے باہر ہون نہ اوس تیر سے باہر

نقش قدم غیر کو اوس کوچہ مین دیکھا
یہ پاؤن نہون حلقۂ زنجیر سے باہر

اک چشمۂ حیوان ہے تو اک چشمۂ کوثر
دو قطرے ہین آب دم شمشیر سے باہر



دلی سے تو کلکتہ مین پہنچے مگر اے داغ
کیون کر ہون حصار فلک پیر سے باہر



غیر بھی میری طرح کرتی ہین آہین کیونکر
مین بھی دیکھون تو پلٹتی ہین نگاہین کیونکر

توڑ سے عہد جوانی کی امنگ اور ترنگ
دل بھی مانے و دریغو نکو نبھاہین کیونکر

نہ دلاسا نہ تسلی نہ تشفی نہ وفا
دوستی اون بت بدخو سے نباہین کیونکر

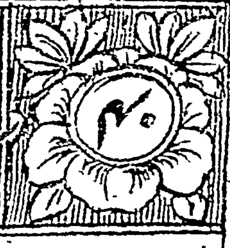
زیر دیوار کبھی جہانک کے ستم دیکھ تو لو
ناتوان کرتے ہین ہم اہتمام کراہین کیونکر

دیکھو نہ ہوگی سیر کبھی اس شکار کی
دیکھو رقیب پر سگ دربان کو چھوڑ کر

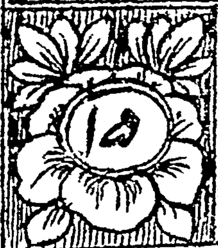
ظالم تری نگہ نے کیا کام ہی تمام
نشتر چبھوتے ہیں تو رگ جان کو چھوڑ کر

محشر سے جا بسیں خلد میں یارب یہ ہوا
حیرت زدہ ہم اوس بت حیران کو چھوڑ کر

دنیا میں اور کوئی نہ ہوتا گناہ گار
پچھتا رہا ہوں میں اس عصیان کو چھوڑ کر


۴۰

ہر چند رامپور میں گھبرا رہا ہے داغ
کسطرح جائے کلب علیخان کو چھوڑ کر


۱۵

جو بل ہے تری زلف گرہ گیر سے باہر
وہ پیچ نہیں ہے مری تقدیر سے باہر

حسرت دل حیران سے نہ نکلی ہی نکلی
نکہت نہ ہوئی غنچۂ تصویر سے باہر

تم گھر سے تو نکلو کوئی آیا ہے مسافر
تم بات تو کرلو کسی رہگیر سے باہر

حیران ہیں جو لیتی ہی ادا اونسے جہان میں
آئینہ سے وہ گھر میں ہیں تصویر سے باہر

دربان کے جھگڑے نے بڑا کام نکالا
گھبرا کے وہ نکلے اسی تدبیر سے باہر

در پردہ جو مضمون سے آدمینے لکھا ہے
ہے کاتب اعمال کی تحریر سے باہر

آسے ہو تو اب داغ ستم دیکھتے جاؤ
آتا ہے جگر نالۂ شبگیر سے باہر

ہائے ویرانیٔ دل بے سروسامانیٔ دل
تیرے ارمان بھی چھپتائی ہین مہمان ہوکر

نور کسکا ہے مرے دلمین کہ آہ کے ساتھ
رہگئی برق تجلی سی نمایان ہوکر

پاس ہونے کی محبت بھی تو ہوجاتی ہے
کیون کہین جا کے ہماری شب ہجران ہوکر

تجکو معلوم بھی ہے راتکو در پہ میرے
نالے کرتا ہے کوئی روز غزلخوان ہوکر

۳۹

داغ تو کعبے سے جاتا ہے جو بتخانے کو
شرم آتی نہین کمبخت مسلمان ہوکر

۱۲

دل نکلے کسطرح ترے پیکانکو چھوڑ کر
جاتا ہے گھر سے کوئی بھی مہمان کو چھوڑ کر

دستِ جنون تکا اور کرین چارہ گر علاج
سر پیٹتا ہون جیب و گریبان کو چھوڑ کر

اک پل کی زندگی بھی غنیمت ہے اے شرر
ملتے ہین اشک خاک مین مژگانکو چھوڑ کر

اہل عدم سے کہدو تربت سے دور ہے
تنہا نجاؤنگا شب ہجران کو چھوڑ کر

آیا ہون تیرے دام مین صیاد باغ سے
اپنی مراد پر گل و ریحان کو چھوڑ کر

قاتل خدا کیواسطے اک زخم اور بھی
تلوار پھیر سنبھال نمکدان کو چھوڑ کر

[illegible] آؤگے کب ہنسکے چرچے
چہرے پہ اپنی زلف پریشان کو چھوڑ کر

بخیہ گر عیسیٰ ہے مرہم ہو تو کیا کام بنے
غیر کے ہاتھ پڑے میر اگریباں ہو کر

خیر بہتر ہے تغافل ہی سہی سن لینا
جان پہ کھیل گیا کوئی پریشاں ہو کر

مصلحت سے نکیا جور تو کیا ہوتا ہے
آدمی توبہ کرے دل سے پشیماں ہو کر

نالے رہجاتے ہیں رک رک کے مرے سینے میں
تیر بیٹھا ہے ترا حلق کا درباں ہو کر

یہ ہنر دستِ جنوں کا یہ سلیقہ دیکھو
دھجیاں اوڑتی ہیں دامنکی گریباں ہو کر

کس خرابی میں ہیں آزارِ محبت والے
یہ بگڑتا ہے مرض قابلِ درماں ہو کر

غیر کی خاک ترے کوچہ میں بلشتک ہو گی
اشک سے بہتے ہیں مری آنکھ سے پیکاں ہو کر

دیکھنے والے ہی سو عیب لگا دیتے ہیں
کوئی جو چاہے کرے آنکھ سے پنہاں ہو کر

اپنے ہاتھوں سے وہ خط چاک کریگی اے قاصد
یہ رہیگا مرے سینہ پہ گریباں ہو کر

کیوں ہو زیرِ فلک طالعِ دشمن کو فروغ
بخت چمکا ہی چراغِ تہ داماں ہو کر

ضعف سے خوش ہوں کہ جب ہاتھ رکھا سینہ پر
اونگلیاں چھپ گئیں دل میں تری مژگاں ہو کر

اس اکڑ سے یہ ڈر ہے کہ گلے پر سرکے
تیری تلوار نہ رہجائے گریباں ہو کر

تیری حسرت مجھے لائی ہے تری محفل میں
میں نہ نکلونگا کبھی غیر کا ارماں ہو کر

خراش سینہ سے یہ وحشت گل کہلا دیتا
بگاڑا جیب نے جیب آستین نے آستین ہنسکر

کوئی معشوق سے ایسی ڈھیٹی بھی کرتا ہی
کہ تیرا نام چھپتا ہی مرے دلمین نگین ہنسکر

تمہارے لب کے آگے خندۂ گل کا یہ نقشہ ہے
کہ جس صورت کوئی بدشکل اترائے حسین ہنسکر

عتاب آلودہ چہرے کی ادا پر لوٹ ہون قائل
مرے دل پر چہری پہرتی تری چین جبین ہنسکر

۲۸

یہ سنتے ہی رہا اک شور برپا انکی محفل مین
سُنا گئے تھے رات کو کیا داغ دیوانے تہین ہنسکر

۲۵

سنگ عشق مین گہر سیکڑون ویران ہوکر
پہر گئی آنکہ تری گردش دوران ہوکر

کیون نہ مرجاؤن اسی چھیڑ پہ قربان ہوکر
دلمین چبھتی ہے تمنا تری مژگان ہوکر

جب کہین جاتے ہو آتے ہو پشیمان ہوکر
تمکو جانا نہین آتا ابہی مہمان ہوکر

اوسکو حسرت نہ رہی دشمن ایمان ہوکر
کوئی ان دیکھ لو ای داغ مسلمان ہوکر

ہمتو اوس داغ کے قائل ہین جو چمکے تا حشر
دلکے پردے مین چراغ تہ دامان ہوکر

درد سر ہونے لگا سنکے زیادہ تعریف
اوٹھ گئے آج وہ محفل سے پریشان ہوکر

سانس بیتاب قدم تیز پریشان نظر
آگئے ہو کیا طرف گور غریبان ہوکر

یون ہے مرے دل مین گہر کئے تیری حسرتین | ہو جای جیسے قلعے مین فوج غنیم بند

اے داغ اوسنے جور و جفا کا گلا عبث
تیرے سے کہے سے ہوگی نہ رسم قدیم بند

ردیف رائے مہملہ

جواب وصل نکلا آپکے منہ سے نہین ہنکر | شکایت بھی یہان آئی تو لب آئی نہین ہنکر
مکدر ہمکو رکھنا تھا تو یون ایچ پیچ کرنا تھا | کدورت دلمین ہے اوسکے کہ جی کی سنی نہ عرض ہنکر
جگر نے پیروی مجنونکی ہم کیا ہمکو سودا تھا | مگر وہ دلمین بیٹھا لیلیے محمل نشین ہنکر
رموز عشق سے واقف ہین وہ یہ سچ کہا قاصد | وہی انا ہی چھٹ جائیگی جو ہمین ہنکر
خیال نازکی سے کوئی نالے کر نہین سکتا | ہزارون آفتون سے بچ گئے تم نازنین ہنکر
یہان ہم بدنصیبونکی جو حصے مین نہین آئی | الہی ہنگئی کیا خوب یہ قسمت ہمین ہنکر
شراب عشق کی ہمنے عجب تاثیر دیکھی ہے | مگر گریہ کہین دیتی ہے کیفیت کہین ہنکر
کدورت سے بری ہی جو محبت پاک ہوتی ہے | یہی وہ عطر ہے جو روح میں بہرا زمین ہنکر
نہین ہے عقل تا اثر خجلت سے تک اب آ نہین سکتے | رہی ہے آہ سینے مین نگاہ شرمگین ہنکر

بزم احباب میں اے داغ کبھی تو ہنس بول
دیکھتے ہیں تجھے ہر وقت پریشان ہے سب

ردیف دال مہملہ

تیری گلی سے گو ہو صبا یا نسیم بند
ہوگی نہ بوے کاکل عنبر شمیم بند

گو اونکے گھر سے ہو گئے میرے ندیم بند
رکھتا نہیں ہے کام کسیکا کریم بند

ہوگا دم اخیر بھی لب پر مرے الم
ہوگی زبان پڑ کے الف لام میم بند

بخشے گئے تو حشر میں ہم سیر میں رہے
آخر کو ہو گئے در خلد نعیم بند

جو خود دکھا سکے وہ کھلاے کسیکو کیا
رہتا ہے رات دن در گنج لئیم بند

قاتل کی طرز چشم تبسم اوڑا رہی ہے
لب نیم وا ہیں زخم جگر کے تو نیم بند

ایسی سنی ہیں ہم نے بہت لن ترانیاں
رو کیسے کب ہوئی ہے زبان کلیم بند

روکے سے کوئی رکتی ہیں مژگان ترشان
باندھے سے بھی تھما کبھی دست کریم بند

ستپر سے کوئی راہ کہیں نکلی ہے دیکھیے
دروازہ گھر کا نیم ہے وا اور نیم بند

ہم اشک گرم رکھتے ہیں آنکھوں میں
کوئی مرے تو کوزہ میں دریا حکیم بند

قتل ہونے نہ پایا شکر جفا نے مجھکو
کام آتے ہیں ہر وقت میں احسان بہت

غیر کیواسطے سب طرز ستم بھول گئے
کچھ دوا کیجیے ہے آپ کو نسیان بہت

ہو گیا روز کے صدموں کا ہی جی پہ ہجوم
نکلے تو نکلے ہو سکے قاتل ترے پیکان بہت

کاش دو چار ہزار ہوں تو ہوں کافر عشق
ہمسے کیسے ہیں کبھی بھی نہ مسلمان بہت

سر اٹھاتا نہیں تو شرم جفا سے ظالم
پا لئے ہیں کسی کمبخت نے احسان بہت

تم کہ بیداد کرو اور نہ شرماؤ ذرا
ہم کہ نا کردہ گنہ اور پشیمان بہت

حسرتیں روز نئی دلمیں بھری جاتی ہیں
تھوڑے سے تھوڑے بھی سوچا تو ہیں ارمان بہت

سوچیے دلمیں تو ہے عشق نہایت دشوار
نہ سمجھیے تو یہی کام ہے آسان بہت

وعدہ کرتے ہی پلٹ جاؤ ہم ایسے ہیں حریص
دل غمگیں کو خوشی کی تو ہے اک آن بہت

دل سے کسطرح بھلاؤں تجھے ای پردہ نشین
بیخودی میں بھی تو رہتا ہے ترا دھیان بہت

رنگ لائیگا ترا دست حنائی کافر
ایکدن لائینگے اس ہاتھ پہ ایمان بہت

حسرتیں لے تو چلی روح عدم کو لیکن
اس سفر سے چلیگا نہ یہ سامان بہت

نہ ہوئی بات میں آنحضرت واعظ تاثیر
یہ مسلم کہ پڑہا آپنے قرآن بہت

دیکھو ذرا اسی شعر میں سب کچھ چھپا دیا
وہ آنکھ وہ نگاہ وہ چتون کہاں ہے اب

بعد فنا بھی اور مکدر کیا اوسے
میرا غبار میرے لیے آسمان ہے اب

میں کیا کہ اوسے غیر کو دو کا ہی بارہا
چلتا ہوا رقیب بھی پاسبان ہے اب

کیا لطف دوستی کہ نہیں لطف دشمنی
دشمن کو بھی جو دیکھیے پورا کہاں ہے اب

اس دور میں نصیب کہاں عیش جاودان
غم بھی اگر ملے تو وہی ارمغان ہے اب

قاصد کی خاک آئی ہے اوڑ کر ہوا کے ساتھ
ہر ذرہ پرزہ نامہ کا برگ خزان ہے اب

یہ کیا کہا کہ حشر کے دن آزمائیں گے
میں خوب جانتا ہوں امتحان ہے اب

لو اور سنیے شکوہ وصل رقیب پر
وہ صاف صاف کہتے ہیں فرصت کہاں ہے اب

لایا ہے تجکو بخت رسا بزم عیش میں
تجھسے ڈرو کہ دوست مرا آسمان ہے اب

۳۵ تمکو یقین نہیں تو نہو اسکا کیا علاج
کمبخت میرا غم سے بہت بدگمان ہے اب ۱۵

ردیف تائے فوقانی

غالب ایسی گھبرائی نہ انسان بہت
دل سلامت ہے تو حسرت ہے بہت ارمان بہت

یہ بھی اے محتسب اوس لال آنکھ کا ہی اثر
اوڑ کے پہونچی ہے جو تجھ تک خبر جام شراب

خون دیگا سرے پیاس یہ اپنی ساقی
کوئی پتھر کا نہیں ہے جگر جام شراب

بزم دشمن میں رہے آپ تو صوفی بنکر
سرخ ہیں آنکھیں کہاں ہے اثر جام شراب

ہے گلرنگ بنا ہجر میں خونابۂ دل
چشم ناسور ہوئی چشم تر جام شراب

۳۳

نہیں معلوم کہ اے داغ ہے تو کس دھن میں
نہ تلاش بت مہوش نہ ہے جام شراب

۱۴

میرے ہی غم سے مہر و وفا کا نشان ہے اب
تجھسا اگر نہیں ہے تو مجھسا کہاں ہے اب

اک اک گھڑی ہے وعدہ کی اک اک برس مجھے
تم دو گھڑی کہو مرے ورد زبان ہے اب

کیا مر گیا ہوں دیکھ تو اے چارہ گر مجھے
اونکی زبان سے تیری وفا کا بیان ہے اب

آخر یہ ہو گیا دہن تنگ کا جواب
گنجایش اپنی آپکے دل میں کہاں ہے اب

اس حال کو پہنچ گئیں دل کی خرابیاں
تیرا مکان ہے اب نہ خدا کا مکان ہے اب

باقی ہے آدھی رات مگر اسکا کیا جواب
کہہ اسکے وہ یہ کہتے ہیں وقت اذان ہے اب

سینے سے میرے دست تسلی اوٹھائیے
یہ بھی دل ضعیف کو بار گراں ہے اب

وہ اپنا دستِ حنائی بھی رکھتے در پئے ہیں
علاج کون کرے میرے دل کے چھالوں کا

اسی سے پرسشِ اعمال ہو گئی ہے بپا
جواب سہل نہیں تمہارے سوالوں کا

فلک پہ شمس و قمر ہیں زمیں پہ لالہ و گل
مگر جواب کہاں ہے تمہارے گالوں کا

کہا یہ برقِ تجلی سے طور نے جا کر
ہمارا کیا ہے یہ حصہ ہے خوش جمالوں کا

ہر ایک مارِ سیہ زلف و گیسوئے کاکل ہے
تمہارے بال ہیں یا ہیں سیہ کالوں کا

کہیں نہیں تری درگاہ کے سوا یا رب
فلک زدوں کا ٹھکانا خراب حالوں کا

۳۳ — ۹

وہ پھول والوں کا میلہ وہ سیر یاد ہے داغؔ
وہ روز جھرنے پہ جمگھٹ پری جمالوں کا

ردیف بائے موحدہ

بزم سے آخرِ شب ہے سفرِ جامِ شراب
شامِ غربت ہوئی ساقی سحرِ جامِ شراب

مست و سرشار کو شر سنبھالے نہ گیا
نہ تھمی دستِ سبو سے کمرِ جامِ شراب

کثرتِ مجمعِ اغیار سے محروم رہا
نہ ہوا بزم میں مجھ تک گذرِ جامِ شراب

محتسب لیگا جواب اپنی ستم کا تو گیا
کل جو کوثر پہ ہوا داد گرِ جامِ شراب

دل ویران کو جب دیکھا تو بولے | یہ ہے اوجڑا ہوا مسکن کسیکا
کہا غنچے سے مرجھا کر یہ گل نے | ہمیشہ کب رہا جوبن کسیکا
پڑا تھا ہے کس کمبخت کے ہاتھ | کہ ہے نکلا ہوا دامن کسیکا
کلیجا تھام لوگے جب سنوگے | نہ سنوائے خدا شیون کسیکا
گرینگی طور پر اک اور بجلی | چمکتا ہے رخ روشن کسیکا
گئے وہ جا شب گور غریبان | برابر ہو گیا مدفن کسیکا
مرے ماتم مین وہ آئین تو کہنا | کرین غم آپ کے دشمن کسیکا
کسیکا دم نکلتا ہے کسیسے | کسی پر حال ہے روشن کسیکا
تجلی روزن دل سے عیان ہے | جھروکے سے ہوا درشن کسیکا

۳۲

وہ پہرون دیکھتے ہین داغ کے داغ
کسیکی سیر ہے گلشن کسیکا

۹

گیا ہے عرش معلی پہ شور نالونکا | خدا بھلا کرے آزار دینے والونکا
اونہین جو بخشا قیامت سے ہی دنیا مین | عجیب چال ہے گردون ہی پامالونکا

غیر پر لطف و کرم ہونے لگا
مہربانی کا مزا جاتا رہا

کوئی تجھ پر بغرض مرتا نہین
جانفشانی کا مزا جاتا رہا

آپ وہ اپنے نگہبان بنگئے
پاسبانی کا مزا جاتا رہا

دوسرا کوئی نہ تجھسا بن سکا
نقشِ ثانی کا مزا جاتا رہا

جب شراب کہنہ مین پانی ملا
اُس پرانی کا مزا جاتا رہا

دوسرا پورا پڑا قاتل کا ہاتھ
سخت جانی کا مزا جاتا رہا

نامہ بر نے طے کیے سارے پیام
منہ زبانی کا مزا جاتا رہا

کوئی دن کی اب ہوا کھاتے ہین ہم
دانے پانی کا مزا جاتا رہا

۱۳

داغ ہی کے دم سے تھا لطفِ سخن
خوش بیانی کا مزا جاتا رہا

۱۴

وہ جانا پھیر کر چتون کسیکا
ہمارے ہاتھ مین دامن کسیکا

غبار آلودہ ہین پائے حنائی
مٹا کر آئے ہو مدفن کسیکا

زمانے کے چلن سیکھے ہین تونے
کسیکا دوست ہے دشمن کسیکا

مجھے کوسین بلا سے گالیان دین
مگر وہ نام لین ہر بار میرا

کہونگا حشر مین یہ کون مین کون
مزا دیجائیگا انکار میرا

خدا ہے حشر کے دن وہ پکارے
کہان ہے طالب دیدار میرا

قیامت ہے سُنے وہ سر جھکائے
خدا کے سامنے اظہار میرا

۳۰

مجھے تم جانتے ہو داغ ہون مین
کہین جاتا ہے خالی وار میرا

۱۶

جب جوانی کا مزا جاتا رہا
زندگانی کا مزا جاتا رہا

وہ قسم کھاتے ہین اب ہر بات پر
بدگمانی کا مزا جاتا رہا

داستان عشق جب ٹھہری غلط
پھر کہانی کا مزا جاتا رہا

خواب مین تیری تجلی دیکھ لی
لن ترانی کا مزا جاتا رہا

مٹ گئی اب داغ فرقت کی جلن
اس نشانی کا مزا جاتا رہا

چھُٹ سکے برسات مین کیونکر شراب
سرد پانی کا مزا جاتا رہا

درد نے اوٹھکر اوٹھایا بزم سے
ناتوانی کا مزا جاتا رہا

حال میرا دوسرا گویا مزاج یار ہے
یہ سنبھالے سے سنبھلیگا اگر برہم ہوا

ناامیدی تیرے صدقے تو نے دی جی کو [illegible]
کم ہوا جب یک زبان ایک دشمن کم ہوا

[illegible] شیشہ تو بھی طوفان ہو گئیں دریا ہو
حشر اوس آنسو پہ ہے جو قطرۂ شبنم ہوا

[illegible] دی کبھی در [illegible]
تھوڑی تھوڑی لطف سے کبھی دل کم ہوا

[illegible] رنگ لائیگا ابھی مضمون غم
نامہ بر کہتا ہے اک اک لفظ پر ماتم ہوا

درد دل معشوق کا غصہ نہیں ای چارہ گر
یہ نہ بڑھکر کم ہوا جب کم ہوا تو سم ہوا

صبح تیرے [illegible] غمگین [illegible] چال
آئینے سے کہتے ہیں یہ کیا مرا عالم ہوا

۲۹ داغ پھر اوس آفت جاں پر ہی تم [illegible]
پہلے تھوڑا رنج پایا پہلے تھوڑا غم ہوا ۹

[illegible] جب تم یہ ہے بیمار میرا
تو کیونکر دور ہو آزار میرا

[illegible] دل باعث آزار میرا
یہ ہے غمخوار میرا یار میرا

[illegible]
نہ آئے نام بھی زنہار میرا

[illegible]
وہ کرتے ذکر کیوں بیکار میرا

۲۷ چار چھینٹوں میں وہ چلتے ہوئے دہو جائیگا ۱۰

کرے جو کام تو بیدا درس نہیں چلتا
پرائے بس میں ہی کچھ اپنا بس نہیں چلتا

ہمارے سینے میں پھر ان نفس نہیں چلتا
جب اوس نے وک پا کہ بسکے بس نہیں چلتا

دکھائیں کس کو جو قاتل میں جاں نثار دنکو
ہماری ساتھ کبھی بوالہوس نہیں چلتا

بہت ہمارے پھڑکنے سے تنگ ہی صیاد
کہ چار دن سے زیادہ قفس نہیں چلتا

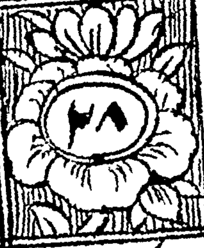
گذر گئی ہیں جو دن پھر نہ آئینگے ہرگز
کہ ایک چال فلک ہر برس نہیں چلتا

مریض غم سے چلے پیش کیا طبیبوں کی
بغیر حکم الٰہی نفس نہیں چلتا

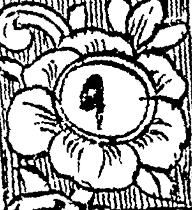
وہ شہسوار ہے اپنے دلمیں حیران ہے
کہ میری خاک سی آگے فرس نہیں چلتا

وہ بدگمان ہی وہ ہے نازنین صیاد
کہ اپنے ہاتھ میں لیکر قفس نہیں چلتا

کبھی ادہر تو کبھی ہی ادوہر وہ شاہسوار
یہ بانکپن ہی کہ سیدھا فرس نہیں چلتا



ملے جو داغ تو کیسا بنائیں ٹھیک آدھے
ہزار کوس سے کچھ اونکا بس نہیں چلتا



الٰہی شکوہ میں سامان وصل کا بہم ہوا
کیا ہنسی میں سخ پھیلا کس خوشی میں غم ہوا

چین آسئے اُسنے تکیہ ترے سرکا بنکر
کاٹ ڈالونگا مرا ہاتھہ جو سو جائیگا

غیر آیا ہے عیادت کو اگر آنے دو
وہ بھی کمبخت تمہجان کو رو جائیگا

آسمان ہو کہ زمانہ ہو غرض کوئی ہو
تم جیسے دوست بنالوگے وہ ہوجائیگا

نامہ بر دیدہ بیدار رہا رالیجا
یہ تو جاگیگا جو تو راہ مین سو جائیگا

کیون نگہبان بنے آپ پرائے دل کے
مفت کا مال ہے کہو جایگی جو کہو جائیگا

حشر تک بات نجائیگی جو تم چاہو گے
گہر کا گہر ہی مین ابھی فیصلہ ہو جائیگا

کہہ گیا ساقئے سرشار یہ چلتے چلتے
آپ جو رنگ مین ڈوبیگا وہ ڈوب جائیگا

یہ وہ جا ہے کہ ہنستونکو رولا دیتی ہے
جو ہنسانے مجھے آئیگا وہ رو جائیگا

فیصلہ آج کیے لیتے ہین جو کچھ ہوجائے
کبھی ملنے خوشی رنج تو ہو جائیگا

روز جھگڑے ہین صفین نامہ بر نگی ہر کا
نہین چھپتا وہ مرے ذہن مین جو جائیگا

خط کی یون نقل کہ قاصد کی اُتارون تصویر
یہ بھی گم ہوگا مرا نامہ بھی کہو جائیگا

وصل کے باب مین کی عرض تو ہنسکے بولے
کیون مرے جاتے ہو ہو جائیگا ہو جائیگا

داغ تم داغ جدائی کے گلے کرتے ہو

مشتاق ہے کھلجاتے ہیں محبوب کے انداز
حیرت سے اثر دیکھنے والے کی یہ ہے شکل
کیا فتنۂ محشر میں ہے چھپا ہیں نہیں ہے
دیکھا نہ اوسے دیکھ کے ہوش اوڑ گئے تیر
کہدے ارنی گر ہے کوئی جا کے سر طور
عاشق کو یونہی دیکھتے ہیں دیکھنے والے
وہ آنکھ دکھائیں یہ تمنا نہیں ہمکو
آنکھ اپنی لڑی رہتی ہی محفل میں ہر اک سے

جب طالب دیدار کو دیکھا اوسے دیکھا
جس شخص نے دیدار کو دیکھا اوسے دیکھا
ظالم تری رفتار کو دیکھا اوسے دیکھا
ناصح بت عیار کو دیکھا اوسے دیکھا
گر شعلۂ رخسار کو دیکھا اوسے دیکھا
ہر مرتبہ تلوار کو دیکھا اوسے دیکھا
جیسے کسی بیمار کو دیکھا اوسے دیکھا
بیتاب جو دو چار کو دیکھا اوسے دیکھا

۲۶

اے داغ اوسی شوخ کے مضمون بھرے ہیں
جسنے مرے اشعار کو دیکھا اوسے دیکھا

۱۶

دیکھ لیگا یہ مزا حشر میں جو جائیگا
آپ جو حکم کریں گے وہی ہو جائیگا
کیا مرے قتل کا یون پردہ نہو جائیگا
بیٹھ کر اہل عزا میں کوئی رو جائیگا
لیکے دل دوگے تو دو پھر مجھے ہو جائیگا
تم ذرا اوس سے کبھی یہ پوچھ تو لو جائیگا

ہوتا ہے حسینوں کا یہی قیمت نما بن
ورنہ سر کا بل نہ سر شام نکلتا

وہ کاش مرے قتل کو آئے نکر آئے
ارمان تو اسے گردش ایام نکلتا

فرہاد کو آتی نہ کبھی سینہ خراشی
ٹکرا کے سر اس ہاتھ سے یہ کام نکلتا

معلوم نہ تھا یوں شب ہی ہاتھ نہیں ہیں گھاتیں
آغاز میں کیا عشق کا انجام نکلتا

کیا حضرت زاہد بھی ہیں پیر مغان آج
میخانہ سے باہر نہیں کرجام نکلتا

گھبرا کے نکلتا نہ ترا ناوک دلدوز
پہلو میں اگر گوشۂ آرام نکلتا

آنکھوں میں تو ہیں وہ کاجل بھری آنکھیں
آنکھوں سے نہ کیوں خون سے یہ نام نکلتا

دشمن کی مدد نے انہیں پیار دلایا
اے کاش مرے سر بھی الزام نکلتا

پیغام بروس شوخ کو لایا مجھے بچل
خالی تری باتوں سے نہیں کام نکلتا

۲۵ اے داغ سنائے غزل اس شوخ کو ہم بھی
گر شعر کوئی قابل انعام نکلتا ۱۱

ہے رشک کے اغیار کو دیکھا تو سے دیکھا
ہر چشم خریدار کو دیکھا اوسی دیکھا

تصویر رخ یار کو دیکھا تو سے دیکھا
خورشید پر انوار کو دیکھا اوسی دیکھا

ویسے بھی باتیں نہیں کرتا کبھی میں اسلیئے
وہ ستمگر بدگمان پیہ ازدان ہوجائیگا

آستیں سے پونچھ لیتے بہتے ہوئے آنسو مرے
ہاتھ تیرا مجھپہ اے قاتل رواں ہوجائیگا

اونکے گھر سے جب بگڑ کر میں چلا تو یہ کہا
آپکے جانیسے کیا سونا مکان ہوجائیگا

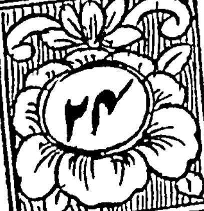
حسن تیرا عشق میرا ہے بلائے روزگار
آفت آجائیگی یہ چرچا جہان ہوجائیگا

دلکو مدت میں کیا تھا خوگر طرز ستم
کیا خبر تھی وہ یکایک مہربان ہوجائیگا

چپ ہوں میں حشر میں یہ آپنی اچھی کہی
ہو سکیگا حال دل جتنا بیان ہوجائیگا

سخت جانی تیرے تیروں کو رلائیگی لہو
ہر لب سوفار چشم خونفشان ہوجائیگا

دیکھ لینا آرزوئے وصل میں ہیرا وصال
بیٹھے بیٹھے یونہی اکدن ناگہان ہوجائیگا



داغ گو ہم یہ نسمجھے تھے کہ تیرے عشق میں
ہائے ایسا شخص یون بے خانمان ہوجائیگا



ارمان بھرے دلکا نہ یون نام نکلتا
ناکامی جاوید سے بھی کام نکلتا

گر سلسلۂ نامہ و پیغام نکلتا
تو اے دل ناکام بڑا کام نکلتا

وہ چپ ہی رہے ورنہ مری ذکر وفا پر
تعریف میں بھی پہلو دشنام نکلتا

دل مبتلائے لذت آزار ہی رہا
مرنا فراق یار میں دشوار ہی رہا

ہردم یہ شوق تھا اوسے عریان کھینچیے
مین وصل مین بھی جان سے بیزار ہی رہا

احسان عفو جرم سے وہ شرمسار ہون
بخشا گیا مین تو بھی گنہگار ہی رہا

ہوتی ہین ہر طرح سے مری پاسداریان
دشمن کے پاس بھی وہ مرا یار ہی رہا

دن پھیلوون سے ٹال دیا کچھ نکہہ سکے
ہر چند اونکو وصل کا اقرار ہی رہا

زاہد کی توبہ توبہ ہی گھونٹ گھونٹ پر
سو بوتلین اوڑا کے بھی ہشیار ہی رہا

دیکھین ہزار رشک مسیحا کی صورتین
اچھا رہا جو عشق کا بیمار ہی رہا

صیاد قید مین تمنے چھوڑ دیے ہین بہت اسیر
مین بھی رہا ہوا کہ گرفتار ہی رہا

لذت وفا مین ہے نہ کسیکی جفا مین ہے
دلدار ہی رہا نہ دل آزار ہی رہا

جلوہ کے بعد وصل کی خواہش ضرور تھی
وہ کیا رہا جو عاشق دیدار ہی رہا

۲۳ کہتے ہین جلکے غیر محبت سے داغ کی ۱۰
معشوق اسکے پاس وفادار ہی رہا

حشر مین بھی مبتلا اوسپر جہان ہوجائیگا
جو یہان ہوتا ہے وہ کلدن وہان ہوجائیگا

ہوا ہے خون کے چھینٹون سے پیرہن گلنار
ترے شہید کا لاشہ بہار سے اوٹھا

ہمارے خط مین وہ مضمون سرگرانی تھا
کہ ایک حرف نہ اوس گلعذار سے اوٹھا

تمہارے جھوٹ نے بے اعتبار سب کو کیا
کہ جیسے ایک سے اوٹھا ہزار سے اوٹھا

اوسی کے راہ گذر مین لگائے سو چکر
جو گرد باد ہمارے غبار سے اوٹھا

گلہ رقیب کا سُنکر جھکی رہین آنکھین
حجاب کب نگہ شرمسار سے اوٹھا

ترس رہے تھے شرابی کہ انگلیان چٹخین
وہ ابر رحمت پروردگار سے اوٹھا

کسی نے پائی حنائی جو ناز سے رکھا
بھڑک کے شعلہ ہمارے مزار سے اوٹھا

رہی وہ حسرت دنیا کہ صبح محشر بھی
مین اپنے ہاتھونکو ملتا مزار سے اوٹھا

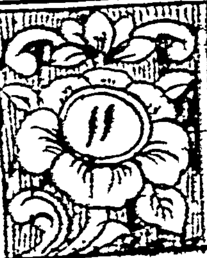
نچھوڑتا اگر اونکے قدم وہ کیون جاتے
مگر نہ ہاتھ دل بیقرار سے اوٹھا

وہ فتنہ فتنہ ہے وہ حشر حشر ہی یارب
جو بزم یار سے جو کوئے یار سے اوٹھا

تم اپنے ہاتھ سے دو پھول غیر کو چنکر
یہ داغ کب دل امیدوار سے اوٹھا



عدو کی بزم مین دیکھو تو داغ کے تیور
ذلیل ہو کے بڑے افتخار سے اوٹھا



میرے ہی دم سے زندہ ہی آزار عشق کا
مین مر گیا اگر تو یہ آزار مر گیا

محبوب کر نہ جرم فغان پر کرے لطف کیا
شرم گناہ سے جو گنہگار مر گیا

بیداد گر کو رہ گئی کیا حسرت ستم
جب اپنی موت کوئی دل افگار مر گیا

بدتر ہے موت سے بھی زیادہ یہ زندگی
وہ جی گیا جو عشق کا بیمار مر گیا

ہی تیرے جنس حسن مین تاثیر زہر کی
جسکی نظر پڑی وہ خریدار مر گیا

آنکھین کھلی ہوئی ہین پس مرگ اسلیے
جانے کوئی کہ طالب دیدار مر گیا

جس سے کیا ہی آپنے اقرار جی گیا
جسنے سنا ہے آپسے انکار مر گیا

۲۱

کس بیکسی سے داغ نے افسوس جان دی
پڑھکر ترے فراق کے اشعار مر گیا

۱۶

جگر کو تھام کے مین بزم یار سے اوٹھا
ہر اک قرار سے بیٹھا قرار سے اٹھا

ہمارے دل نے وہ تنہا اوٹھا لیا ظالم
ترا ستم جو نہ اک روزگار سے اوٹھا

ہوا نہ پھر کہین روشن یہ شک تو دیکھو
کوئی چراغ جو میرے مزار سے اوٹھا

شب فراق اجل کی بہت دعا مانگی
جگر مین درد بڑے انتظار سے اوٹھا

خوب رضوان سے در فردوس پہ جھگڑے ہوئے
جب بت کافر کو میں دل میں چھپا کر لیچلا

کاتب اعمال سے محشر میں ہوگی گفتگو
اسلیے میں آپ اپنا حال لکھکر لیچلا

کوئی دامنگیر تھا کوئی گریبان گیر تھا
اوسکو اپنے ساتھ جب میں روز محشر لیچلا

پوری ہی اترے یہ قیامت ہے نہیں مجھکو امید
ایک ڈورا میں ترے قد کے برابر لیچلا

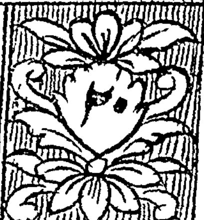
بار عصیاں کسقدر ہے آدمی جزو ضعیف
یہ گرا دیگا جو اتنا بوجھ سر پر لیچلا

آنسوؤں کا قافلہ چلنے لگا نالے کے ساتھ
یہ جرس آواز پر اپنی لگا کر لیچلا

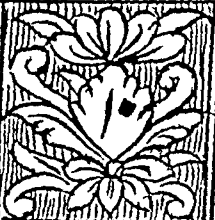
اوسکی چتون پھرتے ہی محفل میں ہل چل پڑ گئی
مضطرب کو مضطرب مضطر کو مضطر لیچلا

منزل مقصود تک پہنچی بڑی مشکل سے ہم
ضعف نے اکثر بٹھایا شوق اکثر لیچلا

وائے قسمت اب نہ آئیگا نہ لائیگا جواب
لیچلا خط بھی تو صیدی کا کبوتر لیچلا



یہ حسیں ایسے ہیں یہ شہر الٰہی الحذر
داغ کلکتہ سے لاکھوں داغ دل پر لیچلا



کسنے کہا کہ داغ وفادار مر گیا
وہ ہاتھ ملکے کہتے ہیں کیا یار مر گیا

دام بلائے عشق کی وہ کشمکش رہی
اک اک پھڑک پھڑک کے گرفتار مر گیا

روکتا دل کو کہ شوق زلف دلبر لیچلا
تہا منا مجھکو کہ یہ سودا مرا سر لیچلا

اوسکی محفل سے ہی عین کیا دلکو نکر لیچلا
ہار کر اکبار چہوڑا پہر مکر لیچلا

نالہ جینکر دلکی باتین دل سے باہر لیچلا
یہ بشارت یہ خبر یہ مژدہ گہر گہر لیچلا

باندہ کر مشکین خیال زلف دلبر لیچلا
سانپ کے منہ مین مرا مجکو مقدر لیچلا

چلدیا وہ شعبدہ گر مین ہی کہتا رہا
اسکو لینا دہ کوئی دلکو چرا کر لیچلا

ابر رحمت کا ہوا اہل جہنم کو گمان
سوئی دوزخ مین جہاں اپنا دامن تر لیچلا

وہ سدہارے اپنے گہر مجہکو رہی یہ کشمکش
ضبط نے کہینچا ادہر دل اسکو دلبر لیچلا

رشک دشمن نے مجہے آنکہین دکہائین دور سے
شوق نظارہ جو سوئے روزن در لیچلا

دلکی باتین دل ہی جانے بیخودی ہی شوق مین
کسطرح لایا خدا جانے کیونکر لیچلا

پہر بلایا پہر کہا کچہہ پہر دور سے رخصت کیا
نامہ بر جب حسرتو نکا میرے دفتر لیچلا

کیا ہوا اس سخت جانی سے ہوئی قاتل کو لاگ
چہانٹ کر دس بیس مین جو ایک خنجر لیچلا

سیکڑون جوہر شہادت سے ہین مرے داغ گناہ
مین عدم کو خود بنا کر اپنا محضر لیچلا

آدمی کی کیا ہے طاقت جو ہوا کا ساتھ دے
ٹہوکرین کہا کر عجب مجہکو یہ صرصر لیچلا

تو ہے مشہور دل آزار یہ کیا
تجھ پر آتا ہے مجھے پیار یہ کیا

جانتا ہوں کہ مری جان ہے تو
اور میں جان سے بیزار یہ کیا

پاؤں پر اونکے گرا میں تو کہا
دیکھ ہشیار خبردار یہ کیا

تیری آنکھیں تو بہت اچھی ہیں
سب انھیں کہتے ہیں بیمار یہ کیا

کیوں مرے قتل سے انکار یہ کیوں
اسقدر ہے تمہیں دشوار یہ کیا

سر اوڑاتے ہیں وہ تلواروں سے
کوئی کہتا نہیں سرکار یہ کیا

ہاتھ آئی ہے متاع الفت
ہاتھ ملتے ہیں خریدار یہ کیا

خوبیاں کل تو بیاں ہوتی تھیں
آج ہے شکوۂ اغیار یہ کیا

لے لیے ہم نے لپٹ کر بوسے
وہ تو کہتے رہے ہر بار یہ کیا

وحشتِ دل کے سوا الفت میں
اور ہیں سیکڑوں آزار یہ کیا

ضعف رخصت نہیں دیتا افسوس
سامنے ہے درِ دلدار یہ کیا

١٩

باتیں سنیئے تو پھڑک جائیے گا
گرم ہیں داغ کے اشعار یہ کیا

٢٣

تم غیر کی تعریف کرو قہر خدا ہے — معشوق کو یوں بندۂ احسان نہیں دیکھا

کیا جذب محبت ہے کہ سب سینے سے کھینچا — سوفاک ترے تیر میں پیکان نہیں دیکھا

مانا تمہیں ہمکو دل گم گشتہ ہمارا — تو نے تو کہیں سامنے غم جاناں نہیں دیکھا

جوں مجھے تقدیر کی گردش نے دکھایا — تو نے بھی وہ اے گردش دوران نہیں دیکھا

کیا داد ملی اوس سے پریشانی دل کی — جس بت نے کبھی خواب پریشان نہیں دیکھا

ملنے اوسے دیکھا مگر لینے اوسے دیکھا — تو نے اوسے اے دیدۂ حیران نہیں دیکھا

ہمکو مرے مرنے کی جو حسرت ہے یہ سمجھا — اچھوں کو بری بات کا ارمان نہیں دیکھا

لو اور سنو کہتے ہیں وہ دیکھ کے مجھکو — جو حال سنا تھا وہ پریشان نہیں دیکھا

تم منہ سے کہے جاؤ کہ دیکھا ہے زمانہ — آنکھیں تو یہ کہتی ہیں کہ ہاں ہاں نہیں دیکھا

کیا کشمکش سے بھی نہ کھنچی آہ جگر تاب — ہمنے تو وہاں شمع کو گریان نہیں دیکھا

کہتی ہے مری قبر پہ رو رو کے محبت — یوں خاک میں ملتے ہوئے ارمان نہیں دیکھا

۱۸ — کیوں پوچھتے ہو کون ہے یہ کسکی ہے شہرت — ۱۲

کیا تمنے کبھی داغ کا دیوان نہیں دیکھا

کیا ہمنے عذابِ شبِ ہجران نہین دیکھا
تمکو نہ یقین آئے تو ہان ہان نہین دیکھا

کیا تونے مرا حالِ پریشان نہین دیکھا
اسطرحسے دیکھا کہ مریجان نہین دیکھا

جب ہاتھ پڑا وصل مین شوخی سے کسیکا
پھر ہمنے گریبان کو گریبان نہین دیکھا

ہم جیسے ہین ایسا کوئی انا نہین پایا
تم جیسے ہو ایسا کوئی نادان نہین دیکھا

راحت کے طلبگار ہزارون نظر آئے
محشر مین کوئی حور کا خواہان نہین دیکھا

نظرون مین سمایا ہوا ساماں نہین جاتا
لیلی نے کبھی قیس کو عریان نہین دیکھا

اوس بت کی محبت مین قیامت کا مزا ہے
کافر کو بھی دشمن پشیمان نہین دیکھا

کہتے ہو کہ بس دیکھ لیا ہمنے ترا دل
دل دیکھ لیا اور پھر ارمان نہین دیکھا

کیا ذوق ہے کیا شوق ہے سو مرتبہ دیکھون
پھر بھی یہ کہون جلوۂ جانان نہین دیکھا

محشر مین وہ نادم ہون خدا یہ نہ دکھائے
آنکھون نے کبھی اسکو پشیمان نہین دیکھا

جو دیکھتے ہین دیکھنے والے تری انداز
تونے وہ تماشا ہی مریجان نہین دیکھا

ہر چند ترے ظلم کی کچھ حد نہین ظالم
پر ہمنے کسی شخص کو نالان نہین دیکھا

گو نزع کی حالت ہے مگر پھر یہ کہونگا
کچھ تمنے مرا حال پریشان نہین دیکھا

دیکھ لینا کہ حشر کا میدان / تیر سے حاضر جواب نے مارا

یاد کرتے ہو غیر کے اشعار / ہائے اس انتخاب نے مارا

دل لگاوٹ نے کر دیا بسمل / اور پھر اجتناب نے مارا

جسکو ڈھونڈا ملا نہ کعبے میں / ایسے خالی ثواب نے مارا

جان بچتے نظر نہیں آتی / اب نگاہِ عتاب نے مارا

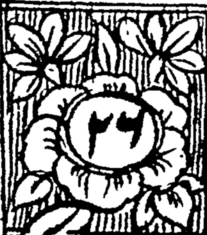
تھک گئے ہاتھ لکھتے لکھتے خط / اس سوال و جواب نے مارا

جا چکیں خلد میں کہ دوزخ میں / طول روزِ حساب نے مارا

وصل دیکھا اگر وصال ہوا / مجھکو تعبیرِ خواب نے مارا

میری میت پہ کیوں نہ بر کو ہے / غیرتِ آفتاب نے مارا

مجھکو بیتاب دیکھکر بولے / آپ کے اضطراب نے مارا



دیکھکر جلوہ غش ہوئے موسیٰ / داغ مجھکو حجاب نے مارا



[illegible] / اوس بت کو کہ اللہ کا مہمان نہیں دیکھا

حشر کے روز مجھے پاس عدالت ہوگا
بخشدیتا جو یہیں جرم تو احسان ہوتا

ہم پڑھے لیتے ہیں کلمہ بت کافر سے
تو نے دیکھا ہی نہیں کوئی مسلمان ہوتا

ای فلک ہجر میں گھنگھور گھٹا چھائی ہے
دامن پر بھی میرا ہی گریبان ہوتا

زخم کے بعد مجھے لطف خلش رہجاتا
کاش خنجر میں ترے تیر کا پیکان ہوتا

مرض عشق طبیبوں نے بہت الجھایا
آخر کار یہ آزار ہی درمان ہوتا

کون مدت سے ہی عادت مجھے تنہائی کی
پاس فردوس کے سنسان بیابان ہوتا

شکر کرتا ہوں ملی نعمت غم کھانے کو
آج فاقا ہی مجھے اے شب ہجران ہوتا

ہوگئی بار گران بندہ نوازی تیری
تو نگر تا اگر احسان تو احسان ہوتا

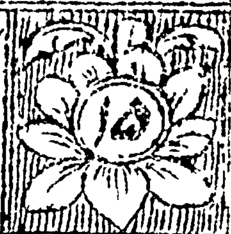
نے تلاشی لیے رہتا نہ کبھی دست جنون
گر مری جیب کے اندر بھی گریبان ہوتا

۱۶ داغ کو ہمنے محبت میں بہت سمجھایا
وہ کہا مان نہ لیتا اگر انسان ہوتا ۱۳

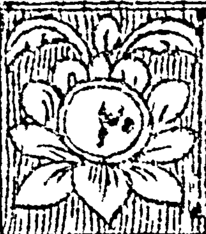
دل بیتاب اضطراب نے مارا
اسی خانہ خراب نے مارا

میری آنکھوں سے ہے عیاں لیکن
نرگس نیم خواب نے مارا

کھلا رہی ہیں حاتم ثانی جناب شیخ | کیا جانے میفروش کو خضر نے کیا دیا



بخشا گیا جو ذل سے سیہ کار دیکھنا
جنت کہیگی آگ لگا دی جلا دیا



کچھ جو قاتل کا تبسم نمک افشاں ہوتا | کیا ہی پھیکا مرے زخموں کا نمکدان ہوتا

موت کا مجھکو نہ کھٹکا شب ہجران ہوتا | میرے ویرانے پہ گر آپکا دربان ہوتا

گر مری ہاتھ تری بزم کا ساماں ہوتا | میزباں میں کبھی ہوتا کبھی مہماں ہوتا

عشق تاثیر جو کرتا تو نہ پنہاں ہوتا | رنج میرا ترے چہرے سے نمایاں ہوتا

دین و دنیا کے مزے جب تھے کہ دو دل ہوتے | ایک میں کفر اگر ایک میں ایمان ہوتا

دلکو آسودہ جو دیکھا تو تجھے ضد آئی | اس سے بہتر تو یہی تھا کہ پریشاں ہوتا

خلد میں بند رہی عیش کے ساماں بیکار | لطف جب تھا کہ یہ مجموعہ پریشاں ہوتا

بے نیازی جو ہوئی میری تمنا سے ہوئی | مجھکو ارمان جو ہوتا تجھے ارمان ہوتا

شوق کچھ کھیل نہیں ابدل آرام طلب | سیکھنا تھا تجھے وہ کام جو آساں ہوتا

[illegible] ہے نہیں انساں کو انساں کی قدر | ہر شے کو یہ حسرت ہے کہ انسان ہوتا

جو کچھ ہوا سو دل نے ہمی کو بنا دیا
تقدیر نے بگاڑ دیا یا بنا دیا

آخر کو جوشِ گریہ نے اتنا کیا اثر
نقشِ مرادِ صفحۂ دل سے مٹا دیا

احسان مانتا ہوں تمہارے غرور کا
بگڑا ہوا مزاج تمہارا بنا دیا

وہ نامرادِ لطفِ اسیری ہوں ہمصفیر
صیاد نے بھی مجھکو چمن سے اڑا دیا

یہی تو زندگی ہے تغافل کی جس سے
وہ جانتے ہیں خاک میں ہمنے ملا دیا

تھوڑی سی ہچکیاں لیے سینہ کو لگا رہا
جب منہ کو لگ گئی تو نہایت مزا دیا

وہ ناز سے زمین پہ رکھتے تھے قدم
تعریف کر کے اور بھی ہمنے اڑا دیا

کیا کام آ گیا ہجومِ رقیبوں کا بزم میں
اوس فتنہ گر کی آنکھ سے مجھکو چھپا دیا

تعریفِ ہجر اور پھر اوس شوخ کے سامنے
میری زبان نے مجھے جھوٹا بنا دیا

یوں ہو گئی نجات یہ تدبیریں کریں
تا صبح کو تیغِ غیر کے پیچھے لگا دیا

سکوں ملی بلبل روزِ جزا سے عوض تمنا
میری شبِ فراق کی ضد نے بڑھا دیا

یاروں کا پھر اسا تھ ہوا ناصح
رو رو کیا بہت مجھے جس نے ہنسا دیا

انسان جانتے تو نہ رکھتے وہ مجھکو
کیا جانئے نامہ نے مجھے کیا بتا دیا

ملتا ہی لخت دل مجھے سرکار عشق سے
اچھی جگہ نصیب نے ٹکڑا لگا دیا

صرف بنای بتکدہ اے شیخ کچھ نہ پوچھ
اکثر اک اینٹ کے لیے مسجد کو ڈھا دیا

ملتے ہیں تیرے سر سے جو ہیں ڈھنگ والیمین تیری
جو تجھپہ مٹ گیا مجھے اوسنے مٹا دیا

مضمون شوق چھپ نسکا اسکو کیا کرون
گو مینے خط رقیب کے خط مین ملا دیا

دنیا مین اک یہی ہی زیارت کہ جہتو ن
خانہ خرابیون نے مرا گھر بنا دیا

لب خشک ہو رہے ہین کہ بت دست سے میرے
لو سچ کہو کہ قول رقیبون کو کیا دیا

تیر فراق داغ تمنا و رشک غیر
دل ہو جگر ہو کھاتے ہین سب آ کے کیا دیا

پیکان یار سینے سے کیونکر نکال دون
یہ ہے خدا کی دین کہ دل و سر ادیا

تا حشر منکرین قیامت نہ مانتی
تجھکو بنا کے اوسکا نمونہ دکھا دیا

١٤ سمجھین گے خوب آپ سے بت نا آشنا سے داغ ١٧
گر ایکبار اور خدا نے ملا دیا

ابکار سرکشی نے مجھے کیا مزا دیا
سینے پہ چڑھ کے اوسنے خم مے پلا دیا

ہر اک کو مستعار دل مبتلا دیا
یون ہمنے اک نا نیکو عاشق بنا دیا

سنبھلتے ہیں نادان وہ کیسے پئے تسکین — رکھتے ہیں جو ہاتھ جہاں دل نہیں ہوتا

ہیں ویسے بھی ہشیار جگر سے بھی خبردار — جب آنکھ لگاتا ہے تو غافل نہیں ہوتا

رکھلوں تری پیکانکو کلیجے سے لگاکر — اپنا کبھی ہوتا ہے کبھی دل نہیں ہوتا

مرنے ہی پہ جب آئے تو کیوں ڈر کے بار ہے — کیا خاک میں ملجانیکو سہل نہیں ہوتا

دیتے ہیں تجھے اہل ہوس نقد دل ایسا — جو تیرے غلاموں کے بھی قابل نہیں ہوتا

یہ دادلی اوسنے مجھے کاوش دل کی — جس کام کی عادت ہو وہ مشکل نہیں ہوتا

١٤ اے داغ گل آفت میں ہوں کچھ بن نہیں آتی ١٥
وہ چھٹتے ہیں مجھ سے جدا دل نہیں ہوتا

جسنے ہمارے دلکا نمونہ دکھا دیا — اوس آنکھ کو خاک میں اوسنے ملا دیا

معشوق کو اگر دل بے مدعا دیا — پوچھے کوئی خدا سے کہ عاشق کو کیا دیا

نے مانگے درد عشق و غم جان گزا دیا — سب کچھ ہمارے سمجھ [illegible]

ناوک ابھی ہے شست میں صیاد کی مگر — اوٹھتی ہیں انگلیاں کہ نشانہ اوڑا دیا

رکھتے ہیں ایسے جانور کو تو غیر بھی عزیز — یوسف کو بھائیوں نے کنوئیں میں گرا دیا

انکار رہا خواب مین بھی وصل سے اوسکو
معشوق کسی حال مین غافل نہین ہوتا

ایسا تو نہو حشر مین تکرار کی ٹھہرے
تو اپنی خطا پر کبھی قائل نہین ہوتا

جس آئینہ کو دیکھ لیا قہر سے اوسنے
اوس آئینہ سے کوئی مقابل نہین ہوتا

کیا عشق سے نفرت ہی کہ وہ پوچھتے ہین
کوئی بھی وہ بستی ہے جہان دل نہین ہوتا

غمزہ بھی ہو سفاک نگاہین بھی ہون خونریز
تلوار کے باندھے سے تو قاتل نہین ہوتا

انکار تو کرتے ہو مگر یہ بھی سمجھ لو
بیوجہ کسی سے کوئی سائل نہین ہوتا

چلنے کا رہ دوست مین سامان نہین بنتا
پہونچین تو ٹھکانا سر منزل نہین ہوتا

جسدن سے پئے گلگشت نکلتے ہین وہ گھر سے
رکھتے ہی نہین پاؤن جہان دل نہین ہوتا

کیا ناک مین دم ہے دل دشوار طلب سے
وہ کام بگڑتا ہے جو مشکل نہین ہوتا

اب دل سے کھٹکتا ہی الگ خار تمنا
کھٹکے کی جگہ کوئی بھی شامل نہین ہوتا

منزل پہ جو پہونچے تو ملے قیس کو لیلے
ناقے سے جدا کیا کبھی محمل نہین ہوتا

کھل کھیلے وہین آپ جہان چار ہین بیٹھے
یہ شرم یہ پردہ سر محفل نہین ہوتا

ہین یاد اوسے شب تیرہ و صحرائے خطرناک
رہبر کا پتا سیکڑون منزل نہین ہوتا

گذار دی شب وعدہ اسی توقع پر
در سے بلانیکو اب آدمی ضرور آیا

کہیں بھی ادا ئی کہیں بھی سر اڑتی
کہیں ملا کہیں میں کارواں سے دور آیا

لگاؤ میں تجلی کی یہ تو اسے ہو
کہ مر سر نیکے جو آنکھوں میں کوہ طور آیا

اٹھی اشک مصیبت کی آبرو رکھنا
یہ بیکسی میں پڑی وقت پر ضرور آیا

خدا نے بخشدیے حشر میں عاشق
خیال یار میں کوئی نہ بقصور آیا

ترے نصیب کا بدل وہاں بھی ہے میں
جواب گیا وہ قیامت کے دن ضرور آیا

بیٹھے ہو بزم میں ساقی تو یہ خیال رہے
کسے سرور نہ آیا کسے سرور آیا

شہید ناز بھی عاشق مزاج ہی ہوں
اسی لیے ملک الموت بنکے حور آیا

۱۲
وہیں سے داغ سیہ بخت کو ملی ظلمت
جہاں سے حضرت موسیٰ کے ہاتھ نور آیا
۲۳

کیا لطف ستم یوں انہیں حاصل نہیں ہوتا
غنچے کو وہ ملتے ہیں اگر دل نہیں ہوتا

دلکا کوئی حامی دم بسمل نہیں ہوتا
کمبخت کلیجہ بھی تو شامل نہیں ہوتا

کچھ تازہ مزا شوق کا حاصل نہیں ہوتا
ہر روز نئی آنکھ نیا دل نہیں ہوتا

زباں پہ اونکے جو بھولے سے نام حور آیا — اوٹھا کے آئینہ دیکھا وہیں غرور آیا

تمہاری بزم تو ایسی ہی تھی نشاط افزا — رقیب نے بھی اگر پی مجھے سرور آیا

کہاں کہاں دل مشتاق دید نے کہا یہ — وہ چمکی برق تجلی وہ کوہ طور آیا

تری گلی کی زمیں اور اسقدر پامال — مگر یہاں کوئی بیتاب ناصبور آیا

جہاں میں لاکھ حسیں ہیں تو اونکو رشک نہیں — قیامت آگئی جس وقت نام حور آیا

عدو کو دیکھ کے آنکھوں میں اپنی خون اوترا — وہ سمجھے یا وہ گلرنگ کا سرور آیا

تری گلی میں رہی بازگشت مثل نفس — کہ جتنی دور گیا واپس اتنی دور آیا

قسم بھی وہ کبھی قرآن کی نہیں کھاتے — یہ رشک ہے اونہیں کیوں بیچ میں کہ حور آیا

پیامبر تری باتوں میں ہم کب آتے ہیں — وہاں ضرور گیا اور تو ضرور آیا

کہا جب اوسنے تہ تیغ کون آتا ہے — پکار اوٹھا دل مشتاق و ناصبور آیا

پیامبر سے شب وعدہ وہ بگڑ بیٹھے — بنی بنائی ہوئی کام میں فتور آیا

کسی نے جرم کیا ملگئی سزا مجھکو — کسی سے شکوہ ہوا مجھپہ ضرور آیا

بنو خم کو جوش تو ساغر کو آگیا چکر — مرے ہی دلکو نہ اوس بزم میں سرور آیا

ذرا ڈال دو اپنی زلفوں کا سایا — مقدر بہت نارسا ہے کسیکا
ہمیشہ اسے ہمنے ملتے ہی دیکھا — مگر دل بھی رنگ وفا ہے کسیکا
تمہیں اس سے کیا بحث کیوں جستجو ہو — کوئی تذکرا ہو رہا ہے کسیکا
مری بزم مین آکے وہ پوچھتے ہین — برا حال ہمنے سنا ہے کسیکا
ستم ہی کیے جاؤ ہم بھی ہین حاضر — ہمین حوصلہ دیکھنا ہے کسیکا
بچے جان کسطرح تیری ادا سے — قضا پر کہین بس چلا ہے کسیکا
مری التجا پر بگڑ کر وہ بولے — نہین مانتے ہمین کیا ہے کسیکا
وہ کرنے لگے ہین قیامت کی باتین — یہ سچ ہے تو بس فیصلا ہے کسیکا
سنا کرتے ہین چھیڑ کر گالیان ہم — وگرنہ کوئی سر پھرا ہے کسیکا

۱۱ — ۲۴

بظاہر بجا ہے نجانے نجانے
تجھے داغ دل جانتا ہے کسیکا

بتوں نے ہوش سنبھالا جہاں شعور آیا — بڑی دماغ بڑے ناز سے غرور آیا
اوسے حیا ادھر آئی ادھر غرور آیا — مرے جنازے کے ہمراہ دور دور آیا

لوگ کہتے تھے چپ لگی ہی تجھے
حال دل بھی سنا کے دیکھ لیا

جاؤ بھی کیا کروگے مہر و وفا
بار ہا آزما کے دیکھ لیا

زخم دل مین نہین ہی قطرۂ خون
خوب ہمنے دکھا کے دیکھ لیا

ادھر آئینہ ہے ادہر دل ہے
جسکو چاہا اوٹھا کے دیکھ لیا

اوسنے صبح شب وصال مجھے
جاتے جاتے بھی آکے دیکھ لیا

اونکو خلوت سرا مین بے پردہ
صاف میدان پاکے دیکھ لیا

تمکو ہے وصل غیر سے انکار
اور جو ہمنے آکے دیکھ لیا

۱۰

داغ نے خوب عاشقی کا مزا
جل کے دیکھا جلا کے دیکھ لیا

۱۴

بلا سے جو دشمن ہوا ہے کسیکا
وہ کافر صنم کیا خدا ہے کسیکا

دعا مانگ لو تم بھی اپنی زبان سے
کہ پورہ ہو جو مدعا ہے کسیکا

ادہر آ کلیجے سے تجھکو لگا لون
تجھی پر تو دل آگیا ہے کسیکا

کسیکی تپش مین خوشی ہے کسیکی
کسیکی خلش مین مزا ہے کسیکا

مرگ دشمن کا زیادہ تمسے ہی مجھکو ملال
دشمنی کا لطف شکوون کا مزا جاتا رہا

ہوسکے سر طلب نگاری کیا پریشان طبع سے
ذہن مین آتے ہی حرف مدعا جاتا رہا

اچھی صورت کی ہاکر لی تھی کتر تاک جھانک
رہ گئین آنکھین مگر وہ دیکھنا جاتا رہا

دیکھیو دیکھو مجھپہ برسائے رہو تیر نگاہ
صید جسدم آنکھ سے اوجھل ہوا جاتا رہا

کسقدر اونکو فراق غیر کا افسوس ہے
ہاتھ ملتے ملتے سب رنگ حنا جاتا رہا

حرص دامنگیر دنیا مال دنیا بے ثبات
جس قدر حاصل کیا اوس سے سوا جاتا رہا

اب کبھی دل سے وہ رسم راہ بھی ہو نو گئی
ورنہ برسوں نامہ بر آتا رہا جاتا رہا

٩ داغ کچھ درہم تھا جسکا دیکھیے ہوتا ملال
ہو گیا گم ہو گیا جاتا رہا جاتا رہا ١٢

غیر کو منہ لگا کے دیکھہ لیا
جھوٹ سچ آزما کے دیکھہ لیا

اوسکے گھر داغ جا کے دیکھہ لیا
دل کے کہنے مین آکے دیکھہ لیا

کتنی فرحت فزا تھی بوئے وفا
اوسنے دل کو جلا کے دیکھہ لیا

کبھی غش مین رہا شب وعدہ
کبھی گردن اوٹھا کے دیکھہ لیا

جنس دل ہے یہ وہ نہین سودا
ہر جگہہ سے منگا کے دیکھہ لیا

ہم تو سمجھے تھے یہی ہیں لیتے کیا کام
آپ نے دل لیکے سب چاہا ہے کیسا کیسا

نیمچہ تم سے نہیں ہونا ہے تیغے اچھا
آپ نے کیسا او گھاؤ تیر لگایا کیسا

تم سلامت رہو تو پھر رہے بیمار تری گلی
ہم بھی دیکھیں گے تماشے یہ تماشا کیسا

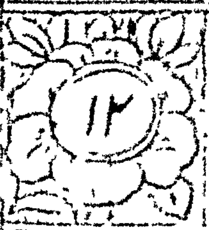
مجھکو دیکھا کیئے اقرار وفا جو انھا
اونکو یہ ناز کیا تم نے یہ وعدہ کیسا

جان نثاروں کو دیکھا ہے نہ یکسر
جان پر کھیلنے والوں کا تماشا کیسا

اے قیامت تجھے کیا آگئی کیا آرزو
بس ابھی مری آنکھیں ہیں تماشا کیسا

آپ نے دل نہ لیا تھا کبھی جان تم لی
آگیا ہے یہ تمہیں اپنا پرایا کیسا

غیر کا ذکر وفا اور ہمارے آگے
داغ اس بات سے جلتا ہے کلیجا کیسا



تو ہی اپنے ہاتھ سے جب لٹ گیا جاتا رہا
دل کا بھی پروا نہیں جاتا رہا جاتا رہا

جس توقع پر تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی
جو بھروسا تھا ہمیں وہ آسرا جاتا رہا

ہم نے دیکھا اونکی زلفوں کو تو پر ہو گئے
آپکا دل کھل پڑا گم ہو گیا جاتا رہا

پر تو جیسے ہو گئے ہیں ہم
ڈھونڈھنے والے پوچھے کوئی کیا جاتا رہا

ابھی رنگ ہی سب ہے یہ تماشا کیسا — کوئی کیسا ہی کوئی چاہنے والا کیسا

روئی ہم پاس ہیں اس رنگ کا رونا کیسا — پانی ہو ہو کے بہا خون تمنّا کیسا

عرصۂ حشر میں انصاف ہمارا کیسا — دیکھنا یہ ہے کہ ہوتا ہے تماشا کیسا

بخشدے اون بت سفاک کو ای داور حشر — غو نہیں مجھ میں نتھا خون کا دعوی کیسا

ڈھونڈتے پھرتے ہو بازار میں کیا ہم سے گے — مفت ہاتھ آئے تو پھر پاؤ وہ سودا کیسا

وہ ہی جنت ہی جو وحشت میں کہیں دل بہلے — لوگ صحرا کے لیے پھرتے ہیں صحرا کیسا

نیند آئی ہے بڑی رات گئے آئے ہو — سرخ آنکھوں میں بھلا نشۂ صہبا کیسا

ڈوبتے ہیں عرق شرم میں غیرت کے لیے — ڈوب مرنے ہی پہ جب آئے تو دریا کیسا

نامہ بر تو نے بھی دیکھا ہی اوسے سچ کہنا — گات کیسی ہے پہن کیسی ہے نقشا کیسا

خوبیاں لاکھ کسی میں ہوں تو ظاہر کریں — لوگ کرتے ہیں بری بات کا چرچا کیسا

تیری قربان کوئی دم ہی تکرار رہے — دل ہمارا ہی ہمارا ہی تمہارا کیسا

دیکھتے ہو طرف سنگ در آتے جاتے — مجھکو دیکھو کہ ہوا ناصیہ فرسا کیسا

قیس و فرہاد کے قصّے تو سنا کرتے ہو — داد دو اسکی کہ ہمنے تمہیں چاہا کیسا

میں نوید وصل سنکر مر گیا
نا مبارک تھی مبارکباد کیا

جلکے پھینکا تو نے کیوں اے شعلہ رو
آگ تھا آئینہ فولاد کیا

حسن شیرین پر جو ہے لیلے کو ناز
قیس بھی ہو جائیگا فرہاد کیا

کسطرح سے اوسکے دل میں گھر کرون
جب زمین تائم نہو بنیاد کیا

تیرے کوچہ میں بپا ہے حشر کیون
ہو گیا خالی عدم آباد کیا

اونکی صورت دیکھتے رہتے ہین ہم
دیکھئے کسوقت ہو ارشاد کیا

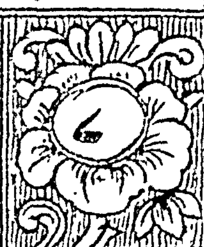
اپنے دلپر ظلم جو کرتے ہین ہم
ہو سکیگی تجھسے وہ بیداد کیا

دلمیں طاقت ہو تو سب کچھ ہو سکے
عرش تک جاتی نہین فریاد کیا

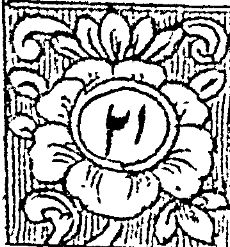
کر لیا رنگ حنا نے دل اسیر
آپکی مٹھی مین ہے صیاد کیا

باعث گریہ نہ پوچھ اے ہمنشین
کیا کہون مین آگیا تھا یاد کیا

فصل گل مین کیون ہے بلبل نغمہ سنج
آپ اپنے منہ مبارکباد کیا



داغ شبکو زہر کھا کر مر گیا
لو اٹھو بیٹھے ہوئے ہو شاد کیا



آسودگانِ خاک کی آنکھونکے ہین نشان
تیری گلیمین اور ہوین جوشِ نقشِ پا

پائی مری سراغ سے دشمن نے راہ دوست
ای بیخودی مجھے نہ رہا ہوشِ نقشِ پا

کسطرح غیر اوسکے قدم پر قدم دہرین
میرا نشانِ سجدہ ہے روپوشِ نقشِ پا

مین خاکسارِ عشق ہون آگاہ رازِ عشق
میری زبان سے حال سنے گوشِ نقشِ پا

آئے بھی وہ چلے بھی گئے میری راہ سے
مین نامراد والہ و مدہوشِ نقشِ پا

مجھہ ناتوانکی خاک کو پاپالیونکے بعد
دوشِ صبا بلا جو چھٹا دوشِ نقشِ پا

ٹوٹا ہی ہار راہ مین کس ستِ ناز کا
ہی غنچہ موتیا کا درِ گوشِ نقشِ پا

رکھا قدم نہ ہو سکے بھی میری قبر پر
ای کوچہ گرد وعدہ فراموشِ نقشِ پا

یہ کون میری کوچہ سے چھپکر نکل گیا
خالی نہین ہی فتنونسے آغوشِ نقشِ پا

ملتے ہین خاکسار گلے خاکسار سے
ہوتا ہی نقشِ پا بھی ہم آغوشِ نقشِ پا

۶

یہ داغ کی تو خاک نہین کوئی پائین
اک تشنۂ وصال ہے آغوشِ نقشِ پا

۱۳

چل رہا ہے خنجر فولاد کیا
اوسکے ہنستے چڑھ گئی بیداد کیا

افتادگان خاک کا رتبہ تو دیکھیے
باد صبا ہے غاشیہ بردوش نقش پا

لازم ہے یون مسافر راہ عدم چلے
جیسے سبک روان سبک دوش نقش پا

ملجائین آسمان و زمین کوئے غیر مین
بنجائے ہر ستارہ دُرِ گوش نقش پا

محشر مین بھی وہ فتنے نہ دیکھینگے اہل حشر
جو دیکھتے ہین آپکے مدہوش نقش پا

تم شوخیون سے پاؤن تو رکھو زمین پہ
کھل کھیلتے ہین اب لب خاموش نقش پا

۵

روندی نہین ہی آپنے کیا قبر داغ کی
پھولون کی چادرون سے چھپا دوش نقش پا

۱۷

دیکھو جو مسکرا کے تم آغوش نقش پا
گستاخیان کرے لب خاموش نقش پا

کسکے خرام سے یہ اوڑی ہوش نقش پا
بیٹھی ہوئی ہی مجلس خاموش نقش پا

آسودگان خاک کی کہتا وہ سرگذشت
رکھتا نہین زبان مگر گوش نقش پا

ہی خار خار حسرت افتادگی غذا
بی نیش کے نہین ہے خورونوش نقش پا

مٹجائیگا مگر نہ کھلیگا یہ اے صبا
غنچہ کا منہ نہین لب خاموش نقش پا

دیکھین تو عدم جو غیر کے نقش قدم پہ ہین
انگشت پا مروڑے وہین گوش نقش پا

مدعا یہ تھا کہ ہم دیکھیں سب تجھے
ورنہ کیون نور نظر پیدا کیا

۴

بجینے دیتا کسکو داغ روسیاہ
پر خدا نے دیکھکر پیدا کیا

۱۶

تیری قدم سے عرش ہے دوش نقش پا
صل علی کہے لب خاموش نقش پا

بھرتی اگر قدم سے وہ آغوش نقش پا
پھولا سمائی پھر نہ تن و توش نقش پا

شور اوس خرام ناز کا محشر سے بڑھ گیا
کیا گوش خلق پھوٹ گئی گوش نقش پا

پھرتے ہین بیقرار بہت تیری راہ مین
کرتا ہی ضبط ما صفا ہی جوش نقش پا

کیا سرزمین کوچۂ قاتل ہے فتنہ خیز
اوڑنے لگے ہوا کی طرح ہوش نقش پا

بچتے ہین خاکسار سے سب اہل آبرو
دیکھا نہین حباب کو سرپوش نقش پا

ہم خاک بوسہ لین کہ تری رہگذار مین
ہٹتے چڑھا صبا کی تن و توش نقش پا

افتادگی مین کوئی سہارا نہین مجھے
معراج ہو جو ہاتھ لگے دوش نقش پا

اوس رہگذر کا ناصح مشفق نہ ذکر کر
یاد آ نجائے شکل فراموش نقش پا

دشت جنون مین قیس کا پیرو ہوا ہون مین
کانٹون مین کھینچتا ہے مجھے جوش نقش پا

۱۴ ۳

داغ شد روز قیامت مری شرم اُسکو باشد
مین گنہگار ہون سے جو مجھ ہوا خوب ہوا

عیب نکلا جو ہنر پیدا کیا / جسنے کھویا جسقدر پیدا کیا

جسنے مضمون کمر پیدا کیا / اُسنے ناپیدا کمر پیدا کیا

کھوئے دیتا ہے تجھے دنیا سے / جسکو پیسے ڈھونڈھ کر پیدا کیا

اہل جنت کو بھی آیا ہے رشک / جس کسی نے دل مین گھر پیدا کیا

اے زہے سرمایۂ رنج الم / ہمنے جسکو عمر بھر پیدا کیا

آسمان تو آسمان ہی رہ گیا / نام تو نے فتنہ گر پیدا کیا

داغ کیا اے فرقت اغیار کے / تونے میرا سا جگر پیدا کیا

شرم ہے پیدا کیے کی وسکے ہاتھ / جسنے تجکو بے ہنر پیدا کیا

عشق سے کیا کیا کہا اے شوخ کے / دل ادھر کھویا ادھر پیدا کیا

مجھ کو ناسی لینے لگا کچھ لیس درد / عشق نے کم کم اثر پیدا کیا

[illegible] سے [illegible] گیا کہنا مرا / رنج اونکو پھیر کر پیدا کیا

ناکامی دوام بھی ہو عیش جاودان
ایسا اسیر ہون ہوس و حرص و آز کا

دنیا بھی اک بہشت ہے اللہ ری کرم
کن نعمتون کو حکم دیا ہے جواز کا

رتبے سے میرے قیصر و سنجر کو رتبہ کیا
مین ہون غلام شاہ عراق و حجاز کا

مجکو نکیونکر اوسکی غلامی سے فخر ہو
محمود ایک بردہ ہے جسکے ایاز کا

۲

کونین جسکے ناز سے چکر رہے ہین داغ
مین ہون نیاز مند اوسی بے نیاز کا

۸

توجو اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا
یا نبی خوب ہوا خوب ہوا خوب ہوا

شب معراج یہ کہتے تھے فرشتے باہم
سخن طالب و مطلوب ہوا خوب ہوا

اے شہنشاہ رسل فخر رسل ختم رسل
خوب ہی خوب خوش اسلوب ہوا خوب ہوا

حشر مین امت عاصی کا ٹھکانا ہی نتھا
بخشوانا تجھے مرغوب ہوا خوب ہوا

حسن یوسف مین ترا نور تھا ای نور خدا
چارۂ دیدۂ یعقوب ہوا خوب ہوا

تھا سبھی پیش نظر معرکہ کرب و بلا
صبر مین ثانی ایوب ہوا خوب ہوا

فخر آدم کو نہوتا جو نہ رشتہ ہوا
نبی آدم سے جو منسوب ہوا خوب ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رے مرتبہ مری عجز و نیاز کا
گویا جواب ہے یہ ترے کبر و ناز کا

دی مجھکو داغ عشق کہ احسان مان لو
اس درد جانفزا و غم دلنواز کا

کہا کہا کے رشک تیری شہیدان عشق ہیں
غم کہا نجائے خضر کو عمر دراز کا

بگڑی ہوئی بھی تیغ حقیقت کی زخم خم
ہنس ہنس کے منہ چڑاتے ہین عشق مجاز کا

گو مہر لب ہی حکم ترا اسکا کیا علاج
دل بولتا ہی خود بخود آگاہ راز کا

عالم تمام چشم حقیقت نگر بنا
منہ دیکھتا ہے آئنہ آئینہ ساز کا

یوسف کو چاہ مین تو مسیحا کو چرخ پر
عالم دکھا دیا ہی نشیب و فراز کا

ہر چند راہ کعبہ و بتخانہ ایک ہے
اے راہرو ہے کام یہان امتیاز کا

جل جل کے تیری عشق مین گہلگیا ہین استخوان
مانند شمع لطف ہے سوز و گداز کا

اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمۃً

الحمد للہ کہ خامۂ جادو بیانی را چشم چراغ نور بخش و دل و دماغ عیسیٰ دم دیوان دوم

سنہ ۱۳۰۹ھ

آفتابِ داغ

تصنیف شاعرِ اعجاز بیان نواب مرزا خان صاحب داغ [illegible]

در مطبع انوارِ محمدی لکھنؤ زیورِ طبع یافت

ان من الشعر لحکمة

الحمد للہ کہ خانمان جادو بیانی از چشم چراغ نور بخش ارباب داغ یعنی دیوان دوم

آفتاب داغ

تصنیف شاعر اعجاز بیان نواب مرزا خان صاحب داغ [illegible]

در مطبع انوار احمدی لکھنؤ زیور طبع یافت